PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی خلا میں

آدم خور شکاری

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت ۵۰/۷

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اول ....
ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۱۲- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

قصور پورہ راوی روڈ لاہور سے بیٹی یاسمین کا معصوم خط ملا ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ اس نے عنبر سے کہا ہے کہ وہ اس کا علاج کر کے اسے اچھا کر دے۔ اچھی بیٹی! عنبر ناگ ماریا تو داستان کے کردار ہیں۔ اصل شفا تو اللہ میاں کے ہاتھ میں ہے۔ جو اگر چاہے تو موت کو زندگی میں بدل دے۔ اللہ سے بڑھ کر اور کوئی مددگار اور حامی نہیں۔ وہی شفا عطا فرمانے والا ہے میری دعا ہے کہ اللہ میاں ہماری بیٹی یاسمین کو اپنی رحمت بے پایاں کے صدقے کامل صحت عطا فرمائے آمین۔ میں اپنے تمام ساتھیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری ساتھی ۔۔ ہماری بچی کے لئے دن میں ایک بار اللہ تعالیٰ کے حضور صدقِ دل سے اس کی صحت کے لئے دعا مانگیں مجھے یقین ہے کہ میرے معصوم دوستوں کی دعا ضرور قبول ہوگی اور ہماری پیاری بچی یاسمین پھر سے بھلی چنگی ہو جائے گی انشاء اللہ۔

آپ کا ساتھی .... اے حمید

N-454 راہ چمن سمن آباد، لاہور

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

- توغان جادوگر
- ماریا کی مُورتی
- آدم خور شکاری
- کنوئیں کا قیدی
- جلتی ہوئی مشعل لاؤ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تُوغان جادُوگر

ماریا اچانک ہی گم ہوگئی تھی

ماریا کیسے گم ہوگئی؟ کیسے گم ہوگئی، کہاں گم ہوگئی۔ ان سوالوں کے جواب تھیوسانگ اور ناگ کے پاس نہیں تھے کوسما بھی ماریا کے گم ہوجانے پر بے حد پریشان تھی۔ دوپہر کو سب نے اسے اپنے کمرے میں سونے کے لئے جاتے دیکھا تھا۔ اسے باہر نکلتے بھی کسی نے نہیں دیکھا پھر وہ کمرے کے اندر ہی اندر سے کہاں چلی گئی؟ سب سے زیادہ پریشانی تھیوسانگ اور ناگ کو تھی کیونکہ انہیں ماریا کی خوشبو بھی نہیں آرہی تھی۔ جس کا مطلب یہی تھا کہ ماریا اس شہر میں کہیں نہیں ہے یا تو اسے طلسم کے زور سے غائب کیا گیا ہے اور یا اس کی شکل تبدیل کر دی گئی ہے کہ اسی کے جسم سے خوشبو بھی نہیں آرہی۔ کوسما کا چچا توغان بھی اپنے آپ کو بہت پریشان ظاہر کر رہا تھا۔ اس خیال سے کہ اس پر شک نہ ہو اس نے اپنے لوگوں کو ماریا کی تلاش میں چاروں طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوڑا دیا تھا۔ ویسے بھی تھیوسانگ ناگ اور کوسما میں سے کسی کو توغان پر شک پڑ ہی نہیں سکتا تھا کہ اس نے ماریا کو غائب کر کے اسے الّو کے پنجے میں بدل دیا ہے اور یہ پنجہ اس کے کمرے کی الماری میں بند پڑا ہے۔

تھیوسانگ ناگ اور کوسما نے بھی سارے شہر میں ماریا کو جگہ جگہ تلاش کر کے دیکھ لیا۔ ماریا کا سراغ کہیں نہ مل سکا۔ کوسما کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا کہ اچانک ماریا کہاں چلی گئی ہے کوسما نے کہا

ناگ بھیا! ایک بات ظاہر ہے کہ ماریا اپنے طور پر اگر کہیں جاتی تو ہمیں بتا کر جاتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی۔

تھیوسانگ بولا۔

اگر وہ اپنی مرضی سے نہیں گئی تو اسے کسی نے اغوا کر لیا ہے

ناگ نے کہا۔

اسے کس نے اغوا کیا ہے؟

کوسما بولی۔

یہی تو ہمیں معلوم کرنا ہے۔

تھیوسانگ نے تعجب سے کہا

مگر یہاں ماریا کا کون دشمن ہو سکتا ہے؟ اور پھر کسی کو اسے اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر ماریا الّو کے پنجے کی شکل میں توغان کی خواب گاہ کی الماری میں بند پڑی تھی۔ توغان پریشان پریشان سا مکان میں داخل ہوا اور سر کو جھٹک کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

میرے آدمیوں نے سارا جنگل، سارا شہر چھان مارا ہے مگر ماریا کا کچھ پتہ نہیں چلا مگر تم گھبراؤ نہیں۔ میرے آدمی اسے برابر تلاش کر رہے ہیں۔

تھیوسانگ اور ناگ کا ایک لمحے کے لئے بھی توغان کی طرف خیال نہیں جا رہا تھا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے ماریا کو اغواء کیا ہے۔ خیال جا بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ توغان کا ان کے ساتھ سلوک بزرگوں ایسا تھا اور اس کے ماریا کو اغواء کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی تھی۔ کوسما گلوگیر آواز میں کہنے لگی۔

مجھے اس بات کی بڑی شرمندگی ہے کہ محض میری وجہ سے ماریا بہن غائب ہوئی۔ اگر میں آپ کو یہاں آنے پر مجبور نہ کرتی تو ماریا کے ساتھ یہ حادثہ کبھی پیش نہ آتا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا۔

"کوسما بہن! تم ایسا کہہ کر اپنے آپ کو دکھی نہ کرو۔ قسمت میں یہی لکھا تھا اور پھر ایسا تو زندگی میں ہوتا ہی رہتا ہے۔"

تھیوسانگ اور ناگ کا دل اب وہاں سے اچاٹ ہوگیا تھا وہ ایک دن انہوں نے ماریا کو ادھر ادھر تلاش کیا اور پھر ایک روز کوسما اور توغان سے اجازت لے کر عنبر کے قصبے کی طرف روانہ ہوگئے۔

ان کے جاتے ہی توغان نے الّو کے پنجے یعنی ماریا کے پنجے کو الماری میں سے نکال کر رومال میں لپیٹ کر جیب میں ڈالا اور اپنے عمل کے آخری مرحلے کے لئے گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل کی طرف روانہ ہوگیا جنگل جہاں بہت گھنا ہو جاتا تھا وہاں درختوں اور جھاڑیوں کے بیچ میں سے ایک دریا گزرتا تھا۔ جنگل میں آکر دریا کے کنارے تنگ ہو گئے تھے مگر پانی کی رفتار تیز ہوگئی تھی۔ دریا کے دونوں کناروں پر اونچی اونچی گھاس۔ جھاڑیاں اور درخت ہی درخت اُگے تھے۔ یہاں دن کے وقت بھی ہلکا اندھیرا چھایا تھا۔

توغان نے گھوڑے کو ایک جگہ باندھا اور خود جھاڑیوں

میں سے گزرتا دریا کے کنارے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں زمین ڈھلان میں ایک اندھیرے غار میں چلی گئی تھی۔ غار باہر سے جنگلی جھاڑیوں سے چھپی ہوئی تھی مگر توغان کو اس غار کے راستے کا پتہ تھا۔

وہ جھاڑیوں کو ادھرادھر ہٹاتا غار میں داخل ہوگیا۔ یہ غار بے حد تنگ و تاریک تھی اور اندر دریا کے پانی کی نمی تھی۔ توغان جھک کر دیوار کے ساتھ ساتھ لگا آگے بڑھ رہا تھا۔ غار بائیں طرف کو گھوما تو سامنے ایک بڑا سا پتھر دیوار میں دروازے کی طرح لگا تھا

توغان نے جیب سے ماریا کا الّو کا پنجہ نکال کر ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ اس نے پنجے کو پتھر کے ساتھ لگایا تو پتھر اپنے آپ ایک طرف کو کھسکنے لگا۔ پتھر کے پیچھے سیڑھیاں نیچے جارہی تھیں۔ توغان سیڑھیاں اتر گیا۔ اب وہ ایک اونچی گول چھت والے کمرے میں تھا جس کی دیواروں پر پتھر میں سے مورتیاں تراشی گئی تھیں سامنے ایک ایسی مورتی دیوار سے لگی کھڑی تھی کہ اس کا نچلا دھڑ عورت کا اور سر الّو کا تھا۔ توغان نے الّو کا پنجہ جس میں ماریا قید تھی مورتی کے قدموں میں رکھ دیا اور سر جھکا کر کہا "دیوی! میں نے تیرا عمل پورا کر دیا۔ میں ایک ایسی عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو تیرے پنجے میں قید کر کے لے آیا ہوں۔ جو غیبی عورت ہے،

دیوی کی آواز سنائی دی

توغان! تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں سب جانتی ہوں۔ تم میرے عمل میں کامیاب ہوئے اب میرا فرض ہے کہ اصول کے مطابق تجھ پر اپنا انعام نازل کروں۔

توغان نے خوش ہو کر کہا

دیوی! یہ تیری عنایت ہو گی۔

دیوی کی آواز آئی۔

یہ میرا فرض ہے۔

اس کے ساتھ ہی دیوی کی الو کی آنکھوں میں سے زرد روشنی نکل کر توغان کے جسم پر پڑی۔ زرد روشنی کے پڑتے ہی توغان غائب ہو گیا

دیوی کی آواز آئی۔

توغان میرا وعدہ پورا ہوا۔ اس وقت تو غائب ہے اور غیبی حالت میں ہے۔ مگر تو سب کو دیکھ رہا ہے اور تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تیرے جسم میں ایک ہزار آدمیوں کی طاقت آگئی ہے۔ جس

الو کے پنجے میں ماریا قید ہے وہ تمہارے۔ سامنے میرے قدموں میں پڑا ہے۔ تو اسے اپنی آنکھوں سے لگائے گا تو دوبارہ ظاہر ہو جائے گا۔ جب پھر غائب ہونا چاہیئے تو اسے اپنی آنکھوں سے لگا لینا آنکھوں سے لگاتے ہی تم غائب ہو جاؤ گے۔

توغان نے دیوی کے قدموں سے ماریا کا پنجہ اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگایا تو وہ ایکدم سے ظاہر ہو گیا۔ توغان نے کافروں کی طرح اپنا سر دیوی کے پاؤں پر رکھ دیا اور بولا۔

دیوی! میں تیری مہربانی سے نہال ہو گیا ہوں میں تمہیں اپنے دل میں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

دیوی کی آواز سنائی دی۔

توغان! اب تم جا سکتے ہو۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ غائب ہو کر کسی انسان پر ظلم نہ کرنا ظلم کرو گے تو اس کا انجام سے نہ بچ سکو گے۔

توغان بولا

دیوی! میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے حکم پر ہمیشہ عمل کروں گا۔

توغان نے دیوی کی مورتی کے آگے تین بار سر جھکایا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ماریا کا پنجہ جیب میں رکھ کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا غار میں آ گیا۔ پھر وہ تھوڑی ہی دیر بعد غار سے باہر تھا غار سے باہر جنگل میں آتے ہی اس نے گھوڑا کھولا اور اسے ساتھ لئے پیدل ہی گھنے جنگل سے واپس اپنے گھر کی طرف چلنے لگا۔ جنگل ختم ہوا تو توغان گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ وہ گھوڑے کو سرپٹ دوڑا رہا تھا۔ اس کا رخ شہر ممباسا کے راجہ کے محل کی طرف تھا۔ توغان کے دل میں اتنی بڑی طاقت کے آتے ہی برائی اور بدی نے جنم لے لیا تھا اور وہ دیوی کے اس قول کو بھول گیا تھا کہ اگر تم نے انسانوں کے ساتھ ظلم کیا تو اس کے انجام سے نہ بچ سکو گے۔

توغان کے دل میں شروع ہی سے یہ حسرت تھی کہ وہ کوئی ایسا طلسم حاصل کرے کہ ملک کے راجہ کی کسی راجکماری سے شادی کر کے محل میں شان سے زندگی بسر کرے ایک عرصے کے بعد اسے وہ جادو حاصل ہو گیا تھا۔ اب وہ اس جادو کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے آزمانا چاہتا تھا۔ جب محل قریب آیا تو توغان نے گھوڑے کی رفتار دھیمی کر دی۔ پھر گھوڑے کو محل کے پچھواڑے باغ میں ایک جگہ باندھا اور جیب سے ماریا کا پنجہ لگاتے

ہی توغان جادوگر غائب ہو گیا۔ اب وہ تو سب کچھ دیکھ سکتا تھا مگر اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ محل کے بڑے دروازے کی طرف چلا۔ محل کے بڑے دروازے پر سپاہی تیر کمان نیزہ تلوار لگائے پہرہ دے رہے تھے۔ مگر وہ توغان کو نہ دیکھ سکے۔ توغان بڑے آرام کے ساتھ ان کے درمیان سے گزر گیا سامنے راجہ کے شاہی محل کا بہت بڑا صحن تھا جس میں پھولوں کی کیاریوں میں پھول کھل رہے تھے خوبصورت درختوں میں جھولے پڑے تھے۔ فوارے چل رہے تھے اس باغ کے آگے راجہ کا شاندار محل تھا۔ اس محل کا دروازہ ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا جس پر سونے اور چاندی کے پھول منڈھے تھے۔

یہاں بھی وردی پوش دو حبشی دربان پہرہ دے رہے تھے۔ توغان کو یہ حبشی دربان بھی دروازے سے گزرتے نہ دیکھ سکے۔ توغان اب محل کے اندر داخل ہو چکا تھا یہاں خوبصورت ریشمی قالین بچھے تھے۔ چھت سے جھاڑ فانوس لٹک رہے تھے۔ غلام اور کنیزیں جگہ جگہ پہرہ دے رہے تھیں۔ توغان کو راجکماری ستناگری کی تلاش تھی جو راجہ کی اکلوتی بیٹی تھی اور جس سے توغان بیاہ کر کے راجہ کے تخت و تاج پر قبضہ جمانا چاہتا تھا کیونکہ راجہ کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری کوئی اولاد نہیں تھی چونکہ توغان کو کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا اس لئے وہ بڑی آزادی سے محل کے کمروں اور راہداریوں میں گھوم پھر رہا تھا۔ اس نے ایک کنیز کو تھالی میں پھولوں کی مالا لئے ایک کمرے میں جاتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ راجکماری ستناگری اسی کمرے میں ہوگی۔ چنانچہ وہ بھی کنیز کے پیچھے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوگیا۔

یہ کمرہ نہایت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔ فرش پر قالین بچھے تھے۔ دیواروں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ عود و عنبر سلگ رہا تھا۔ چاندی کے پایوں والے ایک عالیشان پلنگ پر ایک بہت ہی خوبصورت اور بھولے بھالے چہرے والی لڑکی بیٹھی تھی اور دو کنیزیں اس کے بال سنوار رہی تھیں۔ توغان پلنگ کی ایک طرف خاموشی سے کھڑا ہوگیا وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ یہی راجکماری ستناگری ہے۔ ایک کنیز نے کہا

راجکماری جی! پھولوں کی مالا آگئی ہے

توغان کو تسلی ہوگئی کہ یہی راجکماری ستناگری ہے۔ بال سنوارنے کے بعد کنیزوں نے راجکماری کے جوڑے میں پھولوں کی مالا سجا دی۔ راجکماری نے کہا

اب تم جاؤ۔ میں تھوڑی دیر آرام کر لوں۔ پھر راجہ پتا کے دربار میں چلوں گی۔

کنیزیں ادب سے سلام کر کے کمرے سے چلی گئیں۔ توغان ایک طرف کھڑا خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ کنیزوں کے جانے کے بعد راجکماری نرم نرم تکیوں پر سر رکھ کر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئی۔ توغان اب دبے پاؤں اس کی طرف بڑھا۔ ماریا کا پنجہ اس کے ہاتھ میں تھا وہ راجکماری کے سرہانے کی جانب آگیا۔ اس نے ماریا کے پنجے والا ہاتھ آگے بڑھایا اور آہستہ سے راجکماری کی آنکھوں سے لگا دیا۔ راجکماری نے جلدی سے ہاتھ آنکھوں پر رکھ دیا۔ جیسے کسی شے کو ہٹا رہی ہو۔ جب توغان نے پنجہ اٹھایا تو راجکماری غائب ہو چکی تھی۔ مگر اسے توغان دیکھ رہا تھا۔ راجکماری ہڑبڑا کر اٹھی اور اس نے اپنے جسم کو دیکھا۔ اسے اپنا جسم بالکل نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے منہ سے چیخ نکل گئی

راجکماری کی چیخ کی آواز سن کر محل کی کنیزیں اور غلام اس کے کمرے کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ غلاموں نے خنجر نکال رکھے تھے۔ کمرے میں آ کر جب انہوں نے دیکھا کہ راجکماری اپنے بستر پر نہیں ہے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کمرے کے کونوں میں اسے دیکھنے لگے راجکماری نے کہا

میں بستر پر ہی ہوں۔ مجھے کسی نے غائب کر دیا ہے

اب تو کنیزیں اور حبشی غلام بھی ڈر کر ایک طرف ہٹ گئے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے خالی پلنگ کو تکنے لگے جہاں راجکماری موجود تھی مگر انہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ راجکماری پلنگ سے تیزی سے اٹھی اور بولی۔

رتنا، گوتمی! میں تمہارے سامنے ہوں کیا تم بھی مجھے نہیں دیکھ سکتیں۔

رتنا اور گوتمی راجکماری کی کنیزیں تھیں۔ خوف کے مارے ان کا رنگ زرد تھا گوتمی نے ہکلاتے ہوئے کہا

راجکماری جی! آپ۔ آپ کہاں ہیں؟

راجکماری نے آگے بڑھ کر گوتمی کنیز کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ جب گوتمی کا ہاتھ اپنے آپ اوپر کو اٹھا لیا اور گوتمی کو اپنے ہاتھ پر کسی دوسرے ہاتھ کا دباؤ یا لمس بالکل محسوس نہ ہوا تو دہشت کے مارے اس کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ راجکماری چلائی۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں تمہارے سامنے ہوں تم مجھے دیکھتی کیوں نہیں؟ رتنا۔ میرے پتاجی کو بلاؤ۔ پتاجی کو بلاؤ۔

اور راجکماری نے رونا شروع کر دیا۔ غلام اور رتنا کنیز راجہ کے کمرے کی طرف دوڑی۔ توغان کونے میں چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ جب راجہ کو اپنی اکلوتی اور پیاری بیٹی کا حال معلوم ہوا تو وہ غمزدہ اور پریشان ہو کر راجکماری کے کمرے کی طرف بھاگا۔ راجکماری نظر نہ آئی تو اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا

بیٹی ستناگری تم کہاں ہو؟

راجکماری اپنے باپ کے سینے سے لگ کر رونے لگی مگر راجہ نے اپنے سینے پر اپنی بیٹی کے جسم کا ذرا سا بھی لمس محسوس نہ کیا۔ راجہ نے بے بسی کے عالم میں اپنا سر پکڑ لیا۔

میری بچی تو کہاں ہے؟ تجھ پر کس نے جادو کر دیا۔

راجکماری نے کہا

پتاجی! میں آپکے سینے سے لگی ہوئی ہوں۔

راجہ بولا

مگر مجھے محسوس نہیں ہو رہا بیٹی۔

راجہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ راجکماری نے باپ کا ہاتھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگایا تو راجہ کا ہاتھ اپنے آپ ایک طرف کو اٹھ گیا۔ راجہ نے جلدی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ کیونکہ اسے اپنے ہاتھ پر بھی کسی کے ہاتھ کا دباؤ یا لمس محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ راجکماری نے روتے ہوئے کہا

پتا جی! آپ نے بھی مجھ سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

اور راجکماری پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ راجہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور بولا۔

میری بیٹی! ایسی بات نہیں ہے۔ تمہارے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے لیکن تم مجھے دکھائی نہیں دیتی۔ تمہارے ہاتھ کا لمس بھی میں محسوس نہیں کرتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔

راجکماری نے روتے ہوئے کہا

پتا جی! مجھے خود معلوم نہیں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں اچھی بھلی تھی۔ بس آنکھوں سے کوئی شے ٹکرائی۔ میں نے ہاتھ اوپر اٹھایا اور پھر غائب ہوگئی۔

اس نے آنسو بہاتے ہوئے کہا

پتا جی! بھگوان کے لئے میرے لئے کچھ کریں

کسی وید حکیم کسی جادوگر کو بلائیں۔ نہیں تو میں جان دے دوں گی۔

راجہ نے راجکماری کو تسلی دیتے ہوئے کہا

بیٹی تم پلنگ پر آرام کرو میں ابھی شاہی حکیم اور شاہی جادوگر کو بلاتا ہوں۔

راجہ تیزی سے قدم اٹھاتا غلاموں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔ کمرے میں دونوں کنیزیں ایک طرف سہمی ہوئی کھڑی تھیں۔ راجکماری پلنگ پر بیٹھ گئی وہ سہمی ہوئی آواز میں بولی۔

اے بھگوان! یہ کیا ہوگیا ہے۔ مجھے میرے ہاتھ پاؤں نظر نہیں آتے۔ میرا جسم کہاں غائب ہو گیا؟ کیا میں زندہ بھی ہوں یا نہیں؟ گوتمی! میری مدد کرو۔ رتنا میری مدد کرو،

گوتمی اور رتنا دونوں کنیزیں سخت ڈری ہوئی تھیں اور وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھیں۔ انہیں خطرہ تھا کہ راجکماری کو ہاتھ لگانے سے کہیں ان پر بھی جادو کا اثر نہ ہو جائے۔ گوتمی نے کہا

راجکماری جی! آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی فکر نہ کریں شاہی جادوگر کے پاس اس جادو کا ضرور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

توڑ ہوگا۔

اور دونوں کنیزیں کمرے سے باہر نکل گئیں۔ توغان یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا وہ دیوار کے پاس ایک چاندی کی چوکی پر بیٹھا تھا۔ جب کمرہ خالی ہوگیا تو وہ اٹھ کر راجکماری کے پلنگ کے قریب آیا۔ راجکماری کو تو وہ بالکل صاف دیکھ رہا تھا۔ راجکماری گھٹنوں میں سر دیئے آہستہ آہستہ سسکیاں بھر کر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی

کنیزیں بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئی ہیں میرے قریب آنے سے سبھی گھبراتے ہیں۔ اے بھگوان میرے گناہ معاف کر دے۔

توغان جادوگر نے ایک لمحے کے لئے غور سے راجکماری کو دیکھا وہ اپنی کامیابی کو قریب آتے دیکھ کر خوش ہو رہا تھا وہ خاموشی سے راجکماری کے کمرے سے باہر نکل گیا پھر محل سے باہر آکر اپنے گھوڑے کے پاس آیا۔ جیب سے ماریا کا پنجہ نکال کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پنجہ لگاتے ہی وہ ظاہر ہوگیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے مکان کی طرف چل دیا

شہر میں اسی روز یہ افواہ پھیل گئی کہ راجکماری کو کسی جادوگر نے اپنے جادو کے زور سے غائب کر دیا

ہے۔ راجکماری کسی کو نظر نہیں آتی۔ مگر وہ سب کے سامنے ہوتی ہے یہ خبر توغان کی بھتیجی کوسما نے بھی سنی اور اپنے چچا توغان سے کہنے لگی

چچا جان! راجکماری کیسے غائب ہوگئی؟ کیا دنیا میں ایسا جادو بھی ہے کہ جس کے زور سے آدمی غائب ہو جاتا ہے۔

توغان

ن! اس دنیا میں ہر قسم کا جادو موجود ہے بھگوان راجکماری پر رحم کرے۔

کوسما نے کہا

چچا جان! کیا آپ راجکماری کا علاج نہیں کر سکتے؟ آپ کو تو جادو کا بڑا علم ہے۔ کوئی ایسا جادو کریں کہ بے چاری راجکماری پھر سے ظاہر ہو جائے۔ مجھے اس پر بڑا ترس آتا ہے۔

توغان نے سر ہلاتے ہوئے کہا

بیٹی! بھلا میرے پاس ایسا جادو کہاں؟ میں تو مدت ہوئی جادو بھول بھال چکا ہوں۔ اب تم میرے لئے جلدی سے قہوہ تیار کر کے لے آؤ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں بہت تھک گیا ہوں۔

کوسما خاموشی سے قہوہ تیار کرنے چل دی۔

ادھر:- شاہی محل میں راجہ کے کمرہ خاص میں شاہی وید حکیم اور شاہی جادوگر موجود تھے اور راجکماری کی حالت پر غور کر رہے تھے۔ شاہی وید اور حکیم کہہ رہے تھے راجکماری پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے۔ شاہی جادوگر کا خیال تھا کہ راجکماری پر دیوی دیوتا کا عذاب نازل ہوا ہے۔ راجکماری سے ضرور کوئی بھول ہو گئی ہوگی

راجہ جھنجھلا کر بولا

میری بیٹی معصوم ہے۔ اس نے کسی دیوی دیوتا کا کیا بگاڑا تھا کہ اس پر عذاب لایا گیا؟ تم شاہی جادوگر ہو۔ کوئی توڑ نکالو۔ نہیں تو میں تمہیں محل سے نکال دوں گا۔

شاہی جادوگر بولا۔

مہاراج! میں نے اپنا ہر قسم کا جادو آزما کر دیکھ لیا ہے۔ مگر میں دیوی دیوتاؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھے معاف کیا جائے۔

راجہ مایوس ہو گیا۔ اس نے سر جھکا دیا۔ شاہی وید نے کہا

مہاراج! ہمیں شہر میں اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ جو کوئی راجکماری کو پھر سے ٹھیک کر دے گا اسے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے شہر میں کوئی ایسا آدمی موجود ہو جو راجکماری کا علاج کر سکے۔

راجہ کو یہ مشورہ پسند آیا۔ اسی وقت شہر میں اعلان کروا دیا گیا کہ جو کوئی راجکماری کو ٹھیک کر دے گا راجہ اسے اپنی آدھی دولت انعام میں دے گا۔ شہر میں جگہ جگہ راجکماری کے بارے میں باتیں ہونے لگیں۔ توغان اسی اعلان کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ گھوڑے پر بیٹھا اور سیدھا راجہ کے محل میں آگیا۔ اس بار اس نے اپنے آپ کو غائب نہیں کیا تھا۔ محل کے دروازے پر آکر توغان جادوگر نے دربان سے کہا

میں توغان ہوں۔ راجہ سے جا کر کہو کہ میں اس کی بیٹی کا علاج کر سکتا ہوں۔

دربان نے اسی وقت راجہ کو اطلاع کی۔ راجہ نے توغان کو اپنے کمرے میں طلب کیا۔ توغان نے جاتے ہی سلام کیا اور ادب سے بولا۔

مہاراج! میرا نام توغان ہے میں جادوگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں ہوں مگر ایک سنیاسی بابا کی میں نے بڑی خدمت کی تھی۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں ایسی بیماریوں کا بھی علاج کر سکتا ہوں۔ جس کا علاج کوئی نہ کر سکے۔

راجہ نے کہا

مگر میری بیٹی کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اسے تو جادو کے ذریعے کسی نے غائب کر دیا ہے۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔ مگر موجود ہوتی ہے

توغان بولا۔

میں سمجھ گیا۔ مہاراج! لیکن میں کوشش کروں گا کہ راجکماری پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے اور وہ پھر سے ظاہر ہوکر ہنسی خوشی رہنے لگے۔

راجہ نے کہا۔

ہاں ہاں۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہماری پیاری بچی پر کیا گیا جادو ٹوٹ جائے اور وہ اس مصیبت سے نجات پائے۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟

توغان نے جواب دیا۔

میں کوشش کروں گا مہاراج،

راجہ بولا۔

اگر تم نے ہماری بیٹی کو اچھا کر دیا تو ہم اعلان کے مطابق تمہیں اپنی سلطنت کی آدھی دولت انعام میں دیں گے۔

توغان نے شاہی حکیم اور شاہی جادوگر کی طرف دیکھا اور راجہ کی طرف جھک کر کہا

مہاراج! میں اکیلے میں آپ سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں۔ جو بہت ضروری ہے

راجہ بے چارا اپنی بیٹی کی وجہ سے بے حد پریشان تھا اس نے شاہی وید اور شاہی جادوگر سے کہا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیۓ دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔ راجہ کا حکم پاتے ہی وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ جب کمرے میں راجہ اور توغان اکیلے رہ گئے۔ تو راجہ نے پوچھا

توغان! اب بتاؤ تم کیا خاص بات کرنا چاہتے تھے۔

توغان نے اپنے اندر حوصلہ پیدا کیا اور ذرا کھنکار کر بولا۔

مہاراج! مجھے قول دیں کہ میری بات سن کر آپ میرے قتل کا حکم نہیں دیں گے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

راجہ حیرت سے بولا

۔ ایسی کونسی بات کرنے والے ہو؟

توغان نے کہا۔

مہاراج! پہلے آپ میری جان بخشی کا وعدہ کریں۔ پھر میں آپ کو اپنی شرط بتاؤں گا۔

راجہ جلدی سے بولا۔

ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اب بتاؤ۔ تمہاری شرط کیا ہے؟

توغان نے اپنی آواز میں اعتماد پیدا کرتے ہوئے کہا

مہاراج! آپ وعدہ کریں اور مجھے قول دیں کہ اگر میں نے راجکماری کو ٹھیک کر دیا اور اس کا جادو توڑ دیا تو آپ میری شادی راجکماری سے کر دیں گے تو میں ابھی راجکماری کا جادو ختم کر دیتا ہوں۔

راجہ کو بے حد غصہ آیا۔ ایک نیچ ذات کے آدمی کو راجکماری سے شادی کرنے کی خواہش کی جرأت کیسے ہوئی مگر راجہ اس وقت بے بس تھا اور توغان اس کی بے بسی اور مجبوری کا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ کسی کی بے بسی کا فائدہ اٹھانا بہت بڑا گناہ ہوتا ہے مگر توغان پر تو دولت

اور تخت و تاج حاصل کرنے کا بھوت سوار تھا۔ اس نے کہا

مہاراج! میں دعوے کرتا ہوں کہ راجکماری کا جادو میں توڑ دوں گا۔ کامیاب ہونے پر آپ راجکماری کی مجھ سے شادی کا قول دیں۔ اگر میں کامیاب نہ ہوا تو آپ میری گردن اڑا سکتے ہیں۔

راجہ گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ بے چینی سے ٹہلنے لگا پھر رک کر توغان کی طرف دیکھا اور پوچھا

تم کہاں رہتے ہو اور کیا کام کرتے ہو؟

توغان بولا۔

مہاراج! میں سوداگر ہوں اور شہر کے باہر نہر کے کنارے ایک مکان میں رہتا ہوں،

راجہ نے کہا

مجھے دو دن کی مہلت دو۔ میں سوچ کر فیصلہ کروں گا۔ دو دن بعد تم محل میں آنا۔

توغان نے ادب سے سلام کیا اور واپس آ گیا۔

وہ بڑا خوش تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ راجکماری کا علاج صرف اسی کے پاس ہے اور وہ دو دن بعد راجکماری کو ٹھیک کر کے اس سے شادی کرے گا اور پھر راجہ کے تخت کا وارث بن جائے گا۔ وہ خوش خوش گھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آیا اور کوسما سے کہا کہ آج بطخ کا گوشت پکاؤ۔ کوسما نے پوچھا

چچا جان! آج کیا بات ہے۔ آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں

توغان بولا۔

کوسما! میں بہت جلد راجہ کے محل میں چلا جاؤں گا اور پھر ایک دن آئے گا کہ میں اس ملک کا راجہ ہوں گا۔

کوسما کچھ نہ سمجھ سکی کہ اس کا چچا کیا کہہ رہا ہے۔ توغان نے قہقہہ لگا کر کہا

تم نہیں سمجھ سکو گی کوسما! لیکن بہت جلد جب میری شادی راجکماری کے ساتھ ہو گئی تو سب کچھ تمہاری سمجھ میں آجائے گا۔

کوسما نے حیرانی سے پوچھا

چچا جان! آپ راجکماری سے شادی کریں گے؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

توغان بولا۔

میں شادی نہیں کروں گا بلکہ راجہ خود اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔

کوسما نے تعجب سے پوچھا

"لیکن وہ کیوں؟"

توغان نے کہا۔

اس لیئے کہ میرے پاس راجکماری کی بیماری کا علاج ہے۔ میں راجکماری کے جادو کو ختم کر دوں گا۔ میں نے راجہ کے آگے یہی شرط رکھی ہے کہ اگر میں راجکماری کا جادو توڑ ڈالوں تو راجہ اس کی شادی میرے ساتھ کر دے گا۔

توغان قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔ کوسما نے سوال کیا

چچا جان! کیا آپ کے پاس ایسا جادو ہے جس سے آپ راجکماری کا علاج کر سکیں گے؟

کیوں نہیں؟ علاج میری جیب میں ہے مگر میں ابھی تمہیں نہیں بتاؤں گا۔

یہ کہہ کر توغان خوشی سے جھومتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کوسما سوچنے لگی کہ اس کے چچا کی اتنی عمر ہے اسے ایک نوعمر لڑکی سے شادی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور پھر وہ راجہ کی بے بسی اور مجبوری کا فائدہ اٹھا رہا ہے جو ایک ناجائز بات ہے۔ اسے راجہ پر بے حد رحم آیا۔ مگر وہ راجہ کی کوئی مدد نہیں کر سکتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ کاش وہ راجہ کی کوئی مدد کر سکتی اور اسے چچا توغان کی چال سے بچا سکتی۔ شام کو چچا توغان نے یہ تو کوسما کو بتا دیا کہ راجہ نے اسے دو دن کی مہلت دی ہے مگر یہ نہ بتایا کہ راجکماری کے جادو کا اس کے پاس توڑ کونسا ہے؟ وہ کسی کو یہ بتا ہی نہیں سکتا تھا لیکن کوسما نے غور کیا کہ چچا نے کہا تھا راجکماری کے جادو کا توڑ میری جیب میں ہے۔ کوسما نہیں چاہتی تھی کہ ایک مجبور بے بس باپ کی بے بسی کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا لالچی چچا راجکماری سے بیاہ کر کے تخت پر قبضہ کر لے وہ ایک بوڑھے نوجوان کا بیاہ ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی کوسما نے فیصلہ کر لیا کہ وہ چچا کی جیبوں کی تلاشی لے گی۔

ماریا کی مُورتی

رات کے کھانے کے بعد توغان باہر چلا گیا۔

کوسما نے چچا کے کمرے کی تلاشی لی۔ اس کے کپڑوں کی جیبیں دیکھیں مگر اسے کچھ نہ ملا۔ توغان نے ماریا کا بجنہ اپنی الماری میں تالا لگا کر رکھا ہوا تھا۔ کوسما کو سخت ناامیدی ہوئی۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ دُکھی راجہ کی کوئی مدد نہیں کر سکے گی اور بے چاری راجکماری کا بیاہ اس کے بوڑھے چچا سے ہو جائے گا۔ رات کو جب کھانا کھا کر کوسما سو گئی تو خواب میں اس نے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت باغ میں ہے جہاں گلاب اور موتیے کے پھُول کھلے ہیں۔ فوارے چل رہے ہیں۔ درمیان میں ایک چھوٹا سا محل ہے جس کی سیڑھیوں پر ایک سنگِ مرمر کی مورتی کھڑی ہے۔ کوسما اس کے قریب آئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ ماریا کی مورتی تھی۔ ماریا جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کوسما کی مدد کی تھی اور جو اس کے گھر آکر گم ہو گئی تھی۔ کوسما نے خواب میں ہی ماریا کی مورتی کو آواز دی۔ ماریا، ماریا بہن کیا یہ تمہاری مورتی ہے؟ اس نے دیکھا کہ مورتی کے ہونٹوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ پھر اسے ماریا کی بہت ہی کمزور اور مدھم آواز سنائی دی۔ یہ آواز جیسے بہت دور سے آ رہی تھی۔ ماریا اسے کہہ رہی تھی۔

کوسما! میں یہاں تمہارے لئے آئی ہوں۔

کوسما نے بے تابی سے کہا

ماریا بہن! تم کہاں گم ہو گئی ہو۔ تھیوسانگ اور ناگ تو تمہاری تلاش کرتے کرتے تھک گئے اور چلے گئے ہیں۔ تم کہاں ہو؟

ماریا کی کمزور آواز آئی۔

کوسما! مجھے تمہارے چچا توغان نے دھوکے سے الو کے پنجے میں قید کر رکھا ہے۔

کوسما نے حیرانی سے پوچھا

الو کے پنجے میں!

ماریا نے کہا

ہاں! تمہارے چچا توغان نے جادو کے عمل سے مجھے الو کے پنجے میں قید کر دیا ہے اور اسی

پنجے سے اس نے راجکماری کو بھی غائب کیا ہے اور اب اسے پھر سے ظاہر کر کے راجہ کو بے وقوف بنا کر راجکماری سے بیاہ کرنے والا ہے۔

کوسما نے کہا

اچھا تو یہ سب اس پنجے کی وجہ سے ہوا ہے جس میں تم قید ہو مجھے کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا کہ میرا چچا اتنا عیار مکار اور ظالم ہوگا۔

ماریا بولی۔

اس کے پاس جو پنجہ ہے اس میں یہ خصوصیت ہے کہ جو کوئی اسے اپنی آنکھ سے لگائے گا وہ غائب ہو جائے گا۔ دوسری بار آنکھوں سے لگائے گا تو پھر سے نظر آنے لگے گا۔ تمہارے چچا توغان نے پہلے یہ پنجہ راجکماری کی آنکھوں سے لگا کر اسے غائب کیا اور اب دوبارہ اس کی آنکھوں سے لگا کر اسے پھر سے ظاہر کر دے گا اور یہ ظاہر کرے گا کہ سب کچھ اس کے جادو کی وجہ سے ہوا ہے اور یوں وہ راجہ کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر اسے اپنی راجکماری کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے پر مجبور کر دیگا۔

یہ سراسر ظلم ہے ماریا بہن، کوسما زور سے بولی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا

ہاں یہ ظلم ہے مگر میں کچھ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مجھ پر اتنا سخت جادو کیا گیا ہے کہ میں خواب میں بھی حرکت نہیں کر سکتی۔ تم کسی طرح یہ غلط شادی رکوا دو۔

کوسما بولی۔

میں تو خود نہیں چاہتی کہ بوڑھا چچا راجہ کی کمزوری کا ناجائز فائدہ اٹھا کر نوجوان راجکماری سے شادی کرے مگر میں یہ شادی کیسے روک سکتی ہوں؟

ماریا نے کہا۔

توغان صرف میرا پنجہ راجکماری کی آنکھوں پر لگا کر ہی پھر سے ٹھیک حالت میں لا سکتا ہے تم یہ پنجہ اپنے قبضے میں کر لو۔ پھر توغان کچھ نہ کر سکے گا اور یہ شادی نہیں ہوگی۔

کوسما نے پوچھا کہ یہ طلسمی پنجہ کہاں ہے؟ ماریا نے اسے بتایا کہ اس کا طلسمی پنجہ جس میں وہ قید ہے توغان کی دراز میں بند ہے۔

کوسما بولی۔

اس کی چابی توغان ہر وقت اپنے گلے میں لٹکائے

رکھتا ہے۔ میں الماری کیسے کھولوں گی؟

ماریا نے کہا

تم تالے پر تین بار خدا کا نام لے کر ہاتھ پھیرنا۔ تالا کھل جائے گا اور جب تم میرا پنجہ وہاں سے اٹھا لوگی تو الماری کا تالا اپنے آپ پھر لگ جائے گا۔

کوسما نے کہا

اس طرح تو میرے چچا توغان کو شک پڑ جائے گا کہ پنجہ میں نے نکالا ہے

ماریا کی آواز سنائی دی

جب تم سو کر اٹھو گی تو تمہارے سرہانے کے نیچے اسی قسم کا ایک نقلی الو کا پنجہ پڑا ہوگا۔ یہ پنجہ تم اصلی پنجے کی جگہ پر رکھ دینا۔ توغان کو تم پر شک بھی نہیں پڑے گا اور اصلی پنجہ تمہارے پاس آ جائے گا جس میں میں قید ہوں۔

کوسما نے بے چینی سے پوچھا کہ وہ اس پنجے سے کیسے آزاد ہو سکتی ہے؟ ماریا نے کہا

اس کے بارے میں مجھے ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہے پہلے تم راجکماری کو اس ظالم بوڑھے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچاؤ۔ میرا پنجہ چھپا کر رکھنا۔ پھر سوچ لیں گے کہ میرا کیا ہوگا اور میں اس پنجے سے کیسے آزاد ہو سکتی ہوں۔

کوسما کی آنکھ کھل گئی۔ اسے سارے کا سارا خواب یاد تھا اس نے جلدی سے اپنے سرہانے کو اٹھایا۔ نیچے الو کا ایک چھوٹا سا پنجہ پڑا تھا اسے یقین ہوگیا کہ اس کا خواب سچا تھا اور ماریا اسے خواب میں ملی تھی۔ کوسما نے وہ پنجہ اٹھاکر اپنی قمیض کی جیب میں رکھ لیا۔

راجہ کی مہلت کا آخری دن تھا۔ دوسرے روز توغان راجہ کے محل میں جاکر اس کی بیٹی راجکماری ستناگری کو ٹھیک کرنے والا تھا۔ کوسما کو مکار چچا کے کمرے میں جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ آخر اس نے سردرد کا بہانہ بنایا اور بستر پر لیٹ گئی۔ اتفاق سے گھر میں نوکر بھی کوئی نہیں تھا۔ کوسما سردرد سے چلانے لگی۔ اس نے چچا سے کہا کہ حکیم سے دوائی لا دیں۔ توغان جانا نہیں چاہتا تھا مگر کوسما کو درد سے بلبلاتے دیکھ کر چلا گیا۔ جونہی توغان گھر سے باہر نکلا کوسما بستر سے اٹھی اور توغان کے کمرے میں آگئی۔

سامنے الماری پر تالا پڑا تھا۔ کوسما نے وہی کیا جو

ماریا نے اسے بتایا تھا تالے پر خدا کا نام لے کر تین بار انگلی پھیری تو تالا کھل گیا۔ اندر ایک دراز تھا۔ اسے کھولا تو دیکھا کہ الو کا پنجہ پڑا تھا۔ یہ پنجہ بالکل اسی پنجے ایسا تھا جو کوسما کی جیب میں تھا اور جو نقلی تھا۔ کوسما نے جیب سے پنجہ نکالا۔ اصلی اور نقلی میں ذرا سا بھی فرق نہیں تھا۔ کوسما نے اصلی پنجہ اٹھا کر جیب میں ڈالا اور اس کی جگہ نقلی پنجہ رکھ دیا۔ الماری بند کی اور پیچھے ہٹی تو تالا اپنے آپ لگ گیا۔ کوسما تیزی سے توغان کے کمرے سے باہر نکل آئی اور اپنے بستر پر آکر لیٹ گئی۔

تھوڑی دیر بعد اس کا مکار چچا دوائی لے کر آگیا۔ کوسما یوں اداکاری کر رہی تھی جیسے درد سے اس کا سر پھٹا جا رہا ہو۔ توغان نے کہا

یہ سفوف پانی سے پی لو۔ ابھی آرام آ جائے گا۔

کوسما نے پانی کے ساتھ سفوف پی لیا اور بولی۔

ہاں چچا۔ واقعی میری سردرد کم ہوگئی ہے

توغان مسکرایا۔

اب کچھ دیر آرام کرو تمہیں میرے کپڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی تیار کرنے ہیں۔ کل میں راجہ کے محل میں جا رہا ہوں اور کل ہی میری شادی راجکماری سے ہو جا پھر میں تمہیں بھی اپنے ساتھ شاہی محل میں لے چلوں گا۔ چلوگی نا؟

کوسما نے کہا

ضرور چلوں گی چچا جان

شام کو کوسما نے توغان چچا کے لئے نیا جوڑا تیار کر د توغان ساری رات شاہی محل پر حکومت کرنے کے خواب دیکھتا رہا۔ رات کو تین بار اٹھ کر اس نے الماری کھول کر ماریا کا پنجہ دیکھ کر تسلی کی کہ وہ الماری میں موجود ہے دوسرے دن وہ نئے کپڑے پہن کر، سج دھج کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ ماریا کا پنجہ اس نے خاص طور پر رومال میں لپیٹ کر اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ پھر وہ شاہی محل کی طرف روانہ ہوگیا۔ راجہ شاہی محل کے خاص کمرے میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اپنی بیٹی کی شادی توغان سے نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ مجبور تھا۔ باپ تھا اور بیٹی کی زندگی کے لئے اسے یہ شرط تسلیم کرنی پڑی تھی۔ یہ بات اس نے اپنی بیٹی کو ابھی نہیں بتائی تھی۔ توغان محل میں داخل ہوا تو

راجہ راہداری میں اسے لینے کے لئے آیا۔ پھر وہ اسے ساتھ لے کر راجکماری کے کمرے میں آگیا۔ یہاں شاہی حکیم اور دوسرے درباری بھی موجود تھے۔ راجکماری ستناگری اپنے پلنگ پر لیٹی تھی مگر وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ صرف کمبل کا تھوڑا سا ابھار نظر آرہا تھا۔ راجہ نے توغان سے کہا

کیا تم میری بچی کا علاج کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہوکر آئے ہو توغان؟

توغان نے کہا

ہاں مہاراج! لیکن میں اتنا ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ کو میری شرط اور اپنا قول یاد ہے نا؟

کیوں نہیں۔ راجہ نے کہا۔ ہم راجپوت راجہ ہیں۔ ہم اپنا قول ضرور پورا کریں گے۔ تم ہماری بچی کو اچھا کردو پھر ہم نے تم سے جو وعدہ کیا ہے ویسا ہی ہوگا۔

توغان بہت خوش ہوا۔ تھوڑی دیر میں اس کی قسمت کھلنے والی تھی وہ راجکماری کا خاوند اور اس شاہی محل کا مالک بننے والا تھا۔ اس نے اپنی جیب سے ریشمی رومال نکالا۔ اسے آنکھوں سے لگا کر سات بار چوما۔ یہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ڈراما کر رہا تھا۔ محض دکھاوے کے لئے۔ دوسروں پر رعب جمانے کے لئے کہ وہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ اس کے بعد توغان نے رومال میں سے الّو کا پنجہ نکال لیا اور راجہ کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

مہاراج! یہ میرے سنیاسی بابا کا دیا ہوا تحفہ ہے۔ اس کے اندر صرف اسی وقت جادو آتا ہے جب یہ میرے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کسی دوسرے کے ہاتھ میں جاتے ہی الّو کے پنجے کی طلسمی تاثیر ختم ہو جاتی ہے۔

توغان یہ اس لئے کہہ رہا تھا کہ بعد میں راجہ اس سے ماریا کا طلسمی پنجہ نہ طلب کر لے۔ راجہ نے کہا

اس الّو کے پنجے میں کیا تاثیر ہے؟

توغان نے کہا

مہاراج! یہ طلسمی پنجہ، میں راجکماری کی آنکھوں سے لگاؤں گا اور ایکدم سے اس پہ کیا گیا جادو ٹوٹ جائے گا اور راجکماری پھر سے سب کو نظر آنے لگے گی۔

شاہی حکیم بولا۔

مگر راجکماری جی کی آنکھیں تو نظر ہی نہیں آ رہی ہیں

توغان نے کہا

آپ کو نظر نہیں آ رہی ہیں مگر اس طلسمی پنجے کی تاثیر کی وجہ سے میں راجکماری کی آنکھیں دیکھ رہا ہوں ابھی میں یہ پنجہ اس کی آنکھوں سے لگاؤں گا اور راجکماری تم سب کے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔ پھر آپ سب لوگ اسے دیکھ سکو گے

راجہ نے کہا

بھگوان کے لئے دیر نہ کرو۔ میں اپنی بیٹی کو پھر سے دیکھنے کو بے تاب ہوں۔

توغان نے ماریا کا پنجہ اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور راجکماری کی طرف بڑھا وہ تو راجکماری کو بظاہر دیکھ رہا تھا۔ اس نے آہستہ سے پہلے راجکماری کی ایک آنکھ اور پھر دوسری آنکھ سے پنجے کو لگایا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

اب آپ سب راجکماری کو یقیناً دیکھ رہے ہوں گے۔

راجہ نے کہا۔

مجھے تو میری بیٹی ابھی تک نظر نہیں آئی۔

توغان کا دل دھک سے رہ گیا۔ راجہ نے اپنے درباریوں اور شاہی حکیم سے پوچھا۔ کیا تم لوگ راجکماری کو دیکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہے ہو؟ انہوں نے بھی کہا کہ ہمیں راجکماری نظر نہیں آرہی اب تو توغان کو خوف کے مارے پسینہ آگیا مگر وہ بظاہر مسکراتے ہوئے بولا

ابھی نظر آ جائے گی راجکماری

اس نے ایک بار، دوبار، تین بار ماریا کا پنجہ راجکماری کی آنکھوں سے لگایا مگر راجکماری کسی کو دکھائی نہ دی راجکماری نے جھلا کر کہا

پتاجی! یہ کس دھوکے باز پاکھنڈی کو آپ لے آئے ہیں۔ بھگوان کے لئے کسی ماہر جادوگر کو بلایئے

راجہ غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ توغان کا خوف کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ماریا کے پنجے نے اپنا کام کیوں نہیں کیا؟ راجہ غضبناک ہوکر بولا۔

پاکھنڈی! تیری ہمت کیسے ہوئی ہمیں دھوکہ دینے کی؟

توغان ہاتھ جوڑ کر بولا

مہاراج! میں نے دھوکہ نہیں دیا۔ اس طلسمی پنجے میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ مجھے مہلت دیجئے۔

راجہ نے کہا

تمہیں کوئی مہلت نہیں ملے گی۔ اب ہم تمہارا وعدہ تمہاری شرط پوری کریں گے۔

راجہ نے تالی بجائی۔ دو سپاہی اندر آ گئے۔ راجہ نے کہا

اس دھوکے باز کو لے جاؤ شام کو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

توغان تھر تھر کانپنے لگا۔ سپاہی اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئے۔

شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ شہر کے مشہور سوداگر توغان کو راجہ کے حکم سے قید میں ڈال دیا گیا ہے اور شام کو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

کوسما کو پتہ چلا تو اسے بڑا افسوس ہوا۔ اس کے چچا نے اتنا بڑا جرم نہیں کیا تھا کہ اسے راجہ موت کے گھاٹ اتار دے اس کا یہی قصور تھا کہ تخت و تاج کے لالچ میں توغان نے راجہ کی بیٹی سے دھوکے کے ساتھ شادی کرنے کی کوشش کی تھی۔ کوسما کے پاس اصلی پنجہ موجود تھا۔ اس نے اپنے چچا کو بچانے کا فیصلہ کر لیا۔

وہ اپنے مکان سے مردانہ بھیس بدل کر گھوڑے پر سوار ہوکر نکلی اور سیدھی راجہ کے محل کے پاس آگئی۔ یہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے ماریا کا اصلی پنجہ نکال کر اپنی آنکھوں سے لگایا۔ پنجے کے لگاتے ہی وہ غائب ہوگئی۔ یہ تجربہ کوسما کو عجیب لگا۔ وہ اپنے آپ کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اگرچہ وہ سب کو دیکھ رہی تھی۔ سب کی آوازیں سن رہی تھی اور سانس بھی لے رہی تھی وہ محل کے دروازے میں سے گزر کر سیدھی راجہ کے دربار میں آگئی۔ اس وقت شام ہونے میں کچھ دیر تھی کوسما کو خطرہ تھا کہ کہیں راجہ کے حکم سے توغان چچا کی گردن نہ اڑا دی جائے۔ اس لئے وہ جلدی سے جلدی راجہ کے سامنے جانا چاہتی تھی۔ راجہ دربار میں نہیں تھا۔

کوسما چونکہ غائب تھی اس لئے بڑی آسانی سے وہ محل کے کمروں میں راجہ کو تلاش کرنے لگی۔ آخر ایک کمرے میں گئی تو اس نے دیکھا کہ راجہ ایک خالی پلنگ کے پاس سر جھکائے بیٹھا ہے۔ کوسما نے قریب جاکر دیکھا کہ پلنگ خالی ہے مگر ایک لڑکی کی باتیں کرنے کی آواز آ رہی ہے یہ راجکماری تھی جو راجہ سے کہہ رہی تھی۔

پتاجی! میں زندگی سے نا امید ہو چکی ہوں آپ مجھے کاشی کی پہاڑیوں میں بھیج دیں میں باقی زندگی وہاں بھگوان کی یاد میں گزار دوں گی۔

راجہ کہہ رہا تھا۔

بیٹی! میں تمہیں اپنے سے کیسے جدا کر سکتا ہوں تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ تو چاہے مجھے نظر نہ آئے لیکن تمہاری آواز تو مجھے آتی رہے گی۔

راجکماری کی آواز آئی۔

مگر پتاجی ایسے میں کب تک زندہ رہوں گی

کوسما ان کے قریب ہی کھڑی تھی۔ اس نے کہا

میں تمہاری مدد کروں گی راجکماری

ایک نئی آواز سن کر راجہ اور راجکماری حیران رہ گئے۔ کوسما نے کہا

مہاراج! آپ حیران نہ ہوں۔ میں یہاں آپ کی مدد کرنے آئی ہوں۔ لیکن آپ کو وعدہ کرنا ہوگا کہ آپ توغان کو چھوڑ دیں گے۔

راجہ نے کہا

میں وعدہ کرتا ہوں مگر تم کون ہو؟

کوسما بولی۔

میں کوئی بھی ہو سکتی ہوں۔ آپ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہیئے۔

یہ کہہ کر کوسما نے ماریا کا پنجہ راجکماری کی آنکھ سے لگایا تو راجکماری اپنے بستر پر ظاہر ہوگئی۔ اسے دیکھ کر راجہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تو خوشی سے نہال ہو گیا۔ اس نے اپنی بیٹی کو سینے سے لگا لیا اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا۔

میری بچی! بھگوان نے تجھے اچھا کر دیا۔ میں کس قدر خوش نصیب ہوں۔

پھر سامنے دیکھ کر کہنے لگا۔

اے دیوی! میں تمہارا بھی شکر گزار ہوں کہ تم نے میری بچی کو پھر سے اچھا کر دیا۔ اور اس کا جادو زائل کیا۔

کوسما نے کہا

اب اپنے وعدے پر عمل کرتے ہوئے اب توغان کی رہائی کا حکم جاری کر دیں

راجہ نے اسی وقت غلام کو بلا کر حکم دیا کہ توغان کو چھوڑ دیا جائے۔ محل میں سب طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ راجکماری پر کیا گیا جادو ٹوٹ چکا تھا اور وہ نظر آنے لگی تھی۔

توغان کو جب قید خانے سے نکالا گیا تو اس نے حیران ہو کر پوچھا

راجہ نے مجھ پر یہ مہربانی کس لئے کی ہے

دربان بولا۔

بھگوان نے راجکماری جی کو اچھا کر دیا ہے اب وہ غائب نہیں ہیں۔ اس خوشی میں راجہ نے تمہاری رہائی کا حکم دیا ہے۔ اب تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔ کہیں راجہ اپنا ارادہ نہ بدل لے۔

توغان لمبے لمبے ڈگ بھرتا محل سے باہر نکل آیا۔ کوسما پہلے ہی اپنے مکان پر پہنچ چکی تھی۔ اس نے لباس بدل لیا تھا اور باورچی خانے میں کھانا پکانے میں مصروف تھی کہ توغان اندر داخل ہوا۔ کوسما تو بھاگ کر اس سے لپٹ گئی اور بولی۔

چچا جان! بھگوان کا شکر ہے کہ آپ کی شکل دیکھی ہیں تو یہ سن کر غم سے نڈھال ہو گئی تھی کہ راجہ نے آپ کو قید میں ڈال دیا ہے۔

توغان مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولا۔

ارے راجہ کی اتنی ہمت کہاں کہ مجھے قید کرتا بس ذرا اس سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ راجکماری کے بیاہ کے سلسلے میں۔ میں غصّے میں آ گیا۔ راجہ نے ناراض ہو کر مجھے جیل میں ڈالا یا پھر میں نے ایسا چمتکار ایسی کرامت دکھائی کہ راجہ مجھے رہا کرنے پر مجبور ہو گیا

کوسما دل میں مسکرا رہی تھی کہ توغان کس قدر جھوٹ بول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا ہے ۔ اس نے کہا

مگر چچا آپ تو راجکماری سے بیاہ کرنے گئے تھے ۔

توغان کرسی پر بیٹھ گیا اور بولا ۔

ہاں ارادہ تو تھا مگر میں نے دیکھا کہ راجکماری کے بال تو سفید ہو رہے ہیں ۔ میں نے اس سے شادی کا ارادہ ترک کر دیا ہے ۔ لاؤ کچھ پینے کو ٹھنڈا شربت دو ۔ بڑی پیاس لگ رہی ہے مجھے ۔

کوسما خوب جانتی تھی کہ چچا توغان کو کیوں اتنی پیاس لگ رہی ہے وہ موت کے منہ سے بچ کر آ رہا تھا ۔ کوسما نے ٹھنڈا شربت لاکر اسے دیا ۔ اس نے محسوس کیا کہ توغان اندر ہی اندر پریشان ہے ۔ وہ ماریا کے پنجے کے سلسلے میں پریشان تھا ۔ اسے پریشان ہونا بھی چاہیئے تھا ۔ آخر ماریا کے پنجے نے اپنا کام کیوں نہیں کیا ؟ اس نے تو یہ پنجہ بڑے عمل کے بعد حاصل کیا تھا ۔ شام کو توغان نے گھوڑا پکڑا اور سیدھا جنگل والے غار میں آگیا ۔ یہاں وہ مورتی والے کمرے میں آکر مورتی کے آگے دوزانو ہو کر بیٹھا اور جیب سے نقلی ماریا کا پنجہ نکال کر مورتی کے قدموں میں رکھ دیا اور منتر پڑھنے لگا ۔ منتر پڑھنے کے بعد اس نے مورتی کی طرف دیکھ کر کہا

دیوی ! اس پنجے نے مجھے دھوکہ دیا ۔ اگر بھگوان میری مدد نہ کرتا تو اس وقت میری گردن اڑ گئی ہوتی ۔

مورتی کے پتھریلے جسم میں جیسے زلزلہ سا آگیا ۔ اس کی آنکھوں سے سرخ روشنی نکلی اور آواز آئی ۔

تم نے بھی راجہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی ۔ تم نے اس کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا تھا ۔ بھگوان نے تیری جان بخشی کر دی بس تیرے لئے اتنا ہی بہت ہے ۔

پھر مورتی کے ماتھے سے آگ کا ایک شعلہ نکل کر پنجے پر پڑا ۔ نقلی پنجہ جل کر راکھ ہو گیا ۔ مورتی کی آواز آئی ۔

اب یہاں سے چلا جا ۔ نہیں تو میرا دوسرا شعلہ تمہیں جلاکر بھسم کر دے گا ۔

توغان ڈر گیا ۔ فوراً اٹھ کر غار سے باہر نکل آیا ۔ سمجھ گیا کہ اب راجکماری سے شادی کر کے عیش و آرام کرنے کی اس کی خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکتی ۔ گھوڑے کو دوڑاتا واپس اپنے گھر آگیا ۔ کوسما نے کھانا لگا دیا تھا ۔ دونوں نے کھانا کھایا ۔ کوسما باتیں کرتی رہی ۔ توغان کا ذہن اس وقت بھی یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں اصلی پنجہ کسی نے اس کی الماری سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکال کر نقلی پنجہ تو نہیں رکھ دیا؟ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ نقلی پنجہ کسی کو رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور وہاں باہر کا آدمی کون آ سکتا ہے؟ گھر میں سوائے کوسما کے اور کوئی بھی نہیں ہے اور پھر الماری کو اسی طرح تالا بھی لگا تھا۔ کوسما پر توغان کو شبہ ہو نہیں سکتا تھا۔ کوسما پر شبہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں تھی توغان کی سمجھ میں یہ نہیں آ رہا تھا کہ ماریا کے پنجے کا اثر کیوں ضائع ہو گیا؟ آخر اس نے یہی سوچا کہ دیوی کے کہنے کے مطابق چونکہ توغان نے راجہ کی بے بسی کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا تھا اس لئے دیوی نے ماریا کے پنجے کو بے اثر کر دیا۔

توغان کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔ کوسما اپنے چچا کی پریشانی کو خوب سمجھ رہی تھی۔ وہ اس اصلی پنجے کے لئے پریشان تھا جو کوسما نے اپنے کمرے کی الماری میں تالا لگا کر رکھا ہوا تھا۔ کوسما اب رات کو خواب میں ماریا کا انتظار کرتی کہ وہ آئے تو اس سے یہ پوچھے کہ وہ پنجے کی قید سے کیوں کر آزاد ہو سکتی ہے۔ دو راتیں گزر گئیں اور ماریا کوسما کے خواب میں نہ آئی۔ چوتھی رات کوسما خواب میں ایک بار پھر اسی باغ میں پہنچ گئی جہاں سیڑھیوں میں ماریا کا بت لگا ہوا تھا۔ ماریا کے

بت نے کوسما سے کہا

تو نے اپنے چچا کی جان بچالی۔ اچھا کیا۔ اس کا جرم اتنا گھناؤنا نہیں تھا کہ راجہ اس کی گردن اڑاتا۔ اب تم ایسا کرو کہ جس پنجے میں میں قید ہوں وہ لے کر شہر سے باہر جو دریا بہتا ہے وہاں جاؤ۔ گھاٹ پر تمہیں ایک چھوٹی سی بانس کی ٹوکری ملے گی۔ پنجے کو اس ٹوکری میں رکھ دینا۔ جب ٹوکری پنجے کو لے کر دریا کی لہروں پر بہنے لگے تو تم واپس آ جانا۔

اس کے ساتھ ہی کوسما کی آنکھ کھل گئی۔ وہ ماریا سے کوئی بات بھی نہ کر سکی لیکن ماریا نے جو کچھ خواب میں کہا تھا کوسما نے اس پر عمل کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو کوسما نے اپنی الماری کھول کر وہ ڈبہ باہر نکالا جس میں ماریا کا پنجہ رکھا تھا۔ ابھی اس نے ماریا کا پنجہ باہر نکالا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور اس کا چچا توغان غضبناک انداز میں اندر گھس آیا۔

تو یہ تم تھیں جس نے اصلی پنجے کی جگہ نقلی پنجہ رکھ دیا تھا۔

کوسما گھبرا گئی۔ مگر اس گھبراہٹ میں بھی اس کا ذہن اتنا حاضر رہا کہ اس نے ایک سیکنڈ کے اندر اندر پنجہ اپنی آنکھوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے لگا لیا۔ وہ ایکدم غائب ہوگئی اب اس کے چچا توغان کا لہجہ بدل گیا۔ وہ کوسما کی منت کرنے لگا کہ میں تمہارا چچا ہوں یہ پنجرہ مجھے دے دو۔ یہ میری برسوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ میں نے اسے بڑی زبردست ریاضت کرنے کے بعد حاصل کیا ہے مگر کوسما اسے کسی حالت میں بھی وہ پنجرہ نہیں دے سکتی تھی۔ اس نے کہا

چچا جان! مجھ پر یہ راز کھل چکا ہے کہ اس پنجرے میں آپ نے ماریا کو قید کر رکھا ہے۔ میں یہ پنجرہ آپ کو ہرگز نہیں دوں گی۔

توغان بولا۔

تو پھر تو اسے لے کر کیا کرے گی؟

کوسما نے کہا

چاہے میں اسے کسی کنوئیں میں پھینک دوں مگر آپ کو نہیں دوں گی۔

کوسما اپنے چچا کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ ماریا نے اسے دریا میں بہا دینے کی ہدایت کی ہے۔ توغان بولے جا رہا تھا اور کوسما کی منت سماجت کر رہا تھا۔

میری بچی! اس پنجرے میں ماریا نہیں ہے۔ تمہیں کسی نے غلط کہا ہے۔

کوسما بولی۔

ماریا نے خود مجھے خواب میں آکر بتایا ہے کہ آپ نے اسے اس میں قید کر رکھا ہے۔

اب توغان گھبرا سا گیا۔ کیونکہ کوسما سچ کہہ رہی تھی اور سچ کے آگے جھوٹ ہمیشہ گھبرا جایا کرتا ہے۔ توغان بات کو بدل کر بولا۔

اچھا اگر ایسا ہی ہے تو میں ماریا کو اس میں سے آزاد کر سکتا ہوں۔ پنجرہ مجھے دے دو۔ میں تمہارے سامنے ماریا کو اس میں سے نکال دوں گا۔

مگر کوسما کو خوب معلوم تھا کہ اس کا چچا محض پنجرہ حاصل کرنے کے لئے ایسا کہہ رہا ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو ماریا اسے ایسا نہ کہتی کہ پنجرے کو دریا میں بہا دینا۔ وہ ہر صورت میں ماریا کی ہدایت پر عمل کرنے کا عہد کر چکی تھی۔ چنانچہ اس نے کہا

چچا جان! مجھے افسوس ہے کہ یہ پنجرہ میں آپ کے حوالے نہیں کر سکتی۔ میں اسے ایک اندھے کنوئیں میں پھینکنے جا رہی ہوں۔

توغان واویلا کرتا رہ گیا کہ

کوسما! بھگوان کے لئے اتنے قیمتی پنجرے کو اندھے کنوئیں میں نہ پھینکو۔ چلو مجھے بتا دو۔ کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم اسے کس اندھے کنوئیں میں پھینکنے جا رہی ہو

مگر کوسما نے کوئی جواب نہ دیا۔ مصیبت یہ تھی کہ کوسما اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ کوسما کمرے سے نکل گئی اور سیدھی دریا کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ پیدل ہی دریا کی طرف جا رہی تھی۔ وہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

UPLOADED FOR
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آدم خور شکاری

دریا خاموشی سے بہہ رہا تھا۔

ماریا نے خواب میں جس جگہ کا اشارہ کیا تھا کوسما اسی جگہ پہنچ گئی کیا دیکھتی ہے کہ دریا کے کنارے بانس کی ایک گول چھوٹی سی ٹوکری پانی کی لہروں پر ڈول رہی ہے۔ ماریا نے اسی ٹوکری کے بارے میں ہدایت کی تھی کوسما نے سب سے پہلے ماریا کا بچہ اپنی آنکھوں سے لگایا۔ وہ غیبی حالت سے ظاہری حالت میں آ گئی۔ اب وہ نظر آ رہی تھی۔ اس نے ماریا کا بچہ بانس کی ٹوکری میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی بانس کی ٹوکری نے اپنے آپ دریا کی لہروں کے ساتھ بہنا شروع کر دیا۔

کوسما دریا کے کنارے کھڑی ٹوکری کو نظروں سے دور جاتے دیکھتی رہی اس کے کانوں میں ماریا کی مدھم سی آواز آئی

کوسما بہن! تمہارا شکریہ۔ خدا نے چاہا تو میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر بھی کبھی تمہیں ملنے آؤں گی۔

کوسما نے کہا

میں تمہارا انتظار کروں گی ماریا بہن

اس کا ماریا کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ کوسما دریا کے کنارے پر ہی کھڑی رہی۔ جب بانس کی ٹوکری اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بوجھل قدم اٹھاتی واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑی۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ ماریا اس کے عیار اور لالچی چچا کی پہنچ سے باہر ہو گئی ہے اور اب وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بانس کی ٹوکری دریا کے کنارے سے ہٹ کر دریا کے درمیان میں آگئی جہاں لہروں کا بہاؤ اور رفتار کافی تیز تھی۔ ٹوکری نے تیزی سے بہنا شروع کر دیا۔

ایک طرف تھیوسانگ اور ناگ اپنے ساتھی عنبر کی کھوج میں اس قصبے کی طرف جا رہے تھے جہاں عنبر، کوتاش کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ دوسری طرف ماریا الو کے پنجے میں قید بانس کی ٹوکری میں دریا کی لہروں پر بہتی جا رہی تھی اور تیسری طرف کیٹی نیک دل پادری سے جدا ہونے کے

بعد ایک مال بردار بحری جہاز میں افریقہ کی طرف چلی آ رہی تھی۔ کیٹی کا جہاز افریقہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا تو کیٹی کو اچانک عنبر کی ہلکی ہلکی خوشبو محسوس ہوئی وہ بے حد خوش ہوئی۔ اس نے خوشبو کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ یہ وہی قصبہ تھا جہاں عنبر اپنی منہ بولی بہن کوتاش کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ کیٹی کی خوشبو اس نے بھی محسوس کر لی تھی اور وہ مکان سے نکل کر باہر آگیا۔ اس نے بھی خوشبو کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

ایک دوسرے کی خوشبو کیٹی اور عنبر کو شہر سے دور ایک جنگل کے کنارے سے آئی۔ عنبر نے کیٹی کو دور سے دیکھ لیا۔ کیٹی نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ دونوں بہن بھائی جب ایک دوسرے سے ملے تو خوشی سے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے ناگ ماریا اور تھیوسانگ کے بارے میں پوچھا اور پھر عنبر نے کیٹی کو ساتھ لیا اور اسے کوتاش کے گھر لے آیا۔ کوتاش کیٹی سے مل کر بہت خوش ہوئی۔ اب ان دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چند روز اس جگہ ٹھہر کر ناگ ماریا اور تھیوسانگ کا انتظار کیا جائے شاید وہ بھی ادھر آ نکلیں۔

اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ایک روز صبح کا وقت تھا کہ کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور عنبر نے ایک دوسرے کی طرف چونک کر دیکھا۔ دونوں کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا۔ مجھے ناگ اور تھیوسانگ کی خوشبو آرہی ہے۔ ان کا اندازہ بالکل درست تھا۔ ناگ اور تھیوسانگ اس قصبے میں داخل ہو چکے تھے اور انہوں نے بھی کیٹی اور عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ جب یہ چاروں پرانے دوست اور بہن بھائی ایک دوسرے سے ملے تو وہ دیکھنے والا منظر تھا۔ ان کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو جھلک رہے تھے۔ ناگ اور تھیوسانگ نے عنبر اور کیٹی کو ماریا کے بارے میں بتایا کہ وہ ممباسا میں کہیں گم ہو گئی ہے

عنبر نے کہا

خدا کے حکم سے وہ بھی ایک دن ہمیں جلد آملے گی۔

ناگ بولا۔

مگر ہمیں اس کی تلاش میں ضرور جانا ہوگا۔

کیٹی نے کہا

تھیوسانگ تمہارا کیا خیال ہے؟ ماریا کس طرف اور کہاں گم ہوئی ہوگی؟

کیٹی نے تھیوسانگ سے اس لئے پوچھا تھا کہ وہ خلائی انسان تھا اور زیادہ سے زیادہ قیاس کر سکتا تھا تھیوسانگ

کہنے لگا۔

اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے ابھی اسی ملک افریقہ میں ہی رہنا چاہئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ماریا اسی سرزمین میں کہیں موجود ہے۔

عنبر نے کہا۔

مگر ہمیں اس کی خوشبو بھی تو نہیں آرہی۔

ناگ نے جواب دیا۔

ظاہر ہے اس پر طلسم کا اثر بھی ہو سکتا ہے۔ بہر حال ہم اسی ملک میں ہی رہیں گے

کیٹی کہنے لگی۔

لیکن ہم اس عورت کوتاش کے گھر میں کتنے دن مہمان بن کر رہ چکے ہیں؟ ہمیں کوئی الگ مکان لے کر رہنا ہوگا۔

ناگ عنبر اور تھیوسانگ کو کیٹی کی یہ تجویز پسند آئی۔ اگرچہ کوتاش نے اس کی بڑی مخالفت کی۔ وہ ان بھائیوں کو اپنے گھر پر ہی رکھنا چاہتی تھی مگر تھیوسانگ ناگ عنبر اور کیٹی نہ مانے اور کوتاش سے اجازت لے کر شہر کے اندر ایک مکان کرائے پر لے کر رہنے لگے۔ وہ زیادہ دیر ایک جگہ رہ کر ماریا کا انتظار نہیں کرنا چاہتے تھے مگر کم از کم ایک مہینہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہاں رہنا ضروری تھا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ ماریا تک ان چاروں کی خوشبو پہنچ جائے اور وہ جہاں بھی ہو وہاں سے چل کر ان کے پاس پہنچ جائے۔

دوسری طرف ماریا کے پنجے والی ٹوکری دریا میں بہتی بہتی سمندر میں داخل ہو گئی اور سمندر کی لہریں اسے اچھالتیں افریقہ کے مغربی ساحل کی طرف لے گئیں۔ یہ وہی ساحل تھا جہاں سے ایک سو کلو میٹر دور جنگل کے پار کوتاش کے قصبے میں تھیوسانگ، ناگ عنبر اور کیٹی اس کا انتظار کر رہے تھے مگر چونکہ ماریا الّو کے پنجے میں قید تھی اس لیے انہیں اسکی خوشبو نہیں آ سکتی تھی۔ ماریا کے پنجے والی ٹوکری سمندر کے کنارے ریت پر پڑی تھی۔ سامنے کچھ فاصلے پر جنگل شروع ہو جاتا تھا۔ اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آنے لگی۔

پھر جنگل کے کنارے جہاں سے زمین سمندری ساحل کے ساتھ مغرب کی طرف گھومتی تھی دو گھوڑ سوار نمودار ہوئے۔ ان میں سے ایک سردار کاؤنٹ تھا۔ اس کے پیچھے اس کا خاص ملازم اوڈو تھا۔ یہ کاؤنٹ سمندر کے کنارے دور گھنے جنگل میں بنے ہوئے ایک پرانے محل میں اکیلا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ صرف اس کا پرانا

ملازم اوڈو رہتا تھا۔ کاؤنٹ ایک اونچا لمبا مضبوط جسم اور خوفناک چہرے والا آدمی تھا جو بے حد ظالم سنگ دل اور انسانوں کا شکاری تھا۔ وہ انسانوں کا شکار کرتا تھا۔ اس کا شکار کرنے کا طریقہ بڑا عجیب و غریب تھا۔ مہینے میں ایک بار وہ اپنے ملازم اوڈو کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے محل سے نکلتا۔ جنگل سے باہر آ کر وہ سمندر کے کنارے کنارے گشت لگاتا اور کسی نہ کسی انسان کو کہیں نہ کہیں سے پکڑ لیتا۔ اسے رسیوں سے باندھ کر اپنے ساتھ جنگل والے محل میں لے آتا۔

محل میں لا کر وہ اس آدمی کی رسیاں کھول دیتا۔ اسے خوب کھلاتا پلاتا۔ ایک ہفتے تک اس کی خوب خاطر داری کرتا۔ محل چاروں طرف سے بند ہونے کی وجہ سے وہ آدمی وہاں سے فرار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ کاؤنٹ کے پاس بڑے خونخوار کتے بھی تھے۔ وہ جس انسان کو پکڑ کر لاتا اس کے کپڑے اپنے کتوں کو سنگھا دیتا۔ اس کے بعد اگر وہ بدنصیب انسان فرار ہونے کی کوشش بھی کرتا تو خونخوار کتے اس کے پیچھے چھوڑ دیئے جاتے جو بہت جلد اسے جنگل میں کہیں نہ کہیں پکڑ کر چیر پھاڑ ڈالتے تھے۔

کاؤنٹ اپنے مہمان کو یہ ساری باتیں سمجھا دیتا تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب وہ اس محل سے فرار نہیں ہو سکتا۔ ساتویں روز وہ اس محل سے فرار نہیں ہو سکتا۔ ساتویں روز وہ اس انسان کو کہتا کہ اب وہ جنگل میں صرف ایک خنجر اور تیر کمان لے کر نکل جائے اور اس سے بھاگنے کی کوشش کرے۔ پھر وہ اس کا پیچھا کرتا اور جنگل میں دونوں کی آنکھ مچولی شروع ہو جاتی۔ کاؤنٹ یوں انسان کے شکار کا مزہ لیتا اور چونکہ وہ جنگل کے ایک ایک درخت سے واقف تھا۔ اس لئے بہت جلد بدنصیب انسان کو کہیں نہ کہیں تیر چلا کر موت کے گھاٹ اتار دیتا۔ پھر وہ اس انسانی شکار کی ٹانگوں میں رسی باندھ کر گھسیٹتے ہوئے اپنے ویران آسیبی محل میں لے آتا اور اسے اپنے خونخوار بھوکے کتوں کے آگے ڈال دیتا۔

آج بھی یہ کاؤنٹ اپنے انسانی شکار کی تلاش میں نکلا ہوا تھا وہ اپنے ملازم اڈو کے ساتھ گھوڑا دوڑاتا چلا آ رہا تھا کہ اسے سمندر کے کنارے ریت پر بانس کی ٹوکری پڑی نظر آئی۔ اڈو نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

کاؤنٹ! بانس کی ٹوکری عجیب و غریب ہے اگر حکم ہو تو اسے لے آؤں؟

اکاؤنٹ رعونت سے بولا

میں خود اسے اٹھاؤں گا۔

جب اس نے ٹوکری کو اٹھا کر دیکھا تو اس میں الو کا ایک پنجہ پڑا تھا اس پنجے میں ماریا بند تھی۔ مگر کاؤنٹ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ کاؤنٹ کو جانوروں کے سر اور پرندوں کے پنجے جمع کرنے کا بھی شوق تھا۔ اس کے محل میں جانوروں کے سر اور پنجے لگے ہوئے تھے۔ اس کے اپنے خاص کمرے میں ان انسانوں کی کھوپڑیاں بھی دیوار کے ساتھ ٹھونک کر سجائی گئی تھیں جن کو کاؤنٹ نے شکار کیا تھا۔ الو کا پنجہ دیکھ کر وہ خوش ہوا اور بولا۔

الو بڑی مشکل سے شکار ہوتا ہے۔ یہ الو کا پنجہ خوش قسمتی کی علامت ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔

نوکر اڈو نے کہا

کاؤنٹ! اس میں جادو بھی ہو سکتا ہے اس علاقے کے لوگ الو کے پنجوں پر جادو ٹونا بھی کرتے ہیں۔

کاؤنٹ نے گردن اکڑا کر کہا

میں کاؤنٹ شرلاک ہوں۔ مجھ پر کسی جادو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹونے کا اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ الّو کا بچہ مجھے پسند ہے میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اپنے خاص کمرے میں سجا کر رکھوں گا۔

نوکر اوڈو خاموش ہو گیا۔ کاؤنٹ نے ٹوکری وہیں پھینک دی اور ماریا والے الّو کے بچے کو اپنے تھیلے میں رکھ لیا۔ اب وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے چلا۔ اس نے اوڈو سے کہا۔

اوڈو! دوپہر ہونے کو آئی ہے ہمیں ابھی تک کوئی انسانی شکار نہیں ملا۔ ہم ناکام ہو کر نہیں لوٹ سکتے۔

اوڈو بولا۔

کاؤنٹ! مجھے امید ہے آگے کوئی نہ کوئی انسان ہمیں ضرور مل جائے گا۔

وہ ساحل سمندر پر گھوڑے دوڑاتے چلے جا رہے تھے کہ ایک قسمت کا مارا انسان انہیں نظر پڑا۔ یہ آدمی کوئی سیاح تھا اور افریقہ کی سیاحت کرنے آیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ایک سمندری جہاز سے اترا تھا۔ ایک تھیلا اس کے کاندھے سے لٹک رہا تھا۔ کاؤنٹ نے اسے دیکھا تو اس کے خبیث چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ اس

نے اوڈو سے کہا۔

اوڈو! شکار مل گیا۔ دیکھا۔ میں نہ کہتا تھا کہ الّو کا بچہ خوش قسمتی کی علامت ہے۔ آؤ۔ اس شکار کو گھیر کر اپنے محل میں لے جاتے ہیں۔

اوڈو اور کاؤنٹ شرلاک گھوڑے بڑھاتے بدقسمت سیاح کے قریب آ کر رک گئے۔ کاؤنٹ گھوڑے سے اترا اور سیاح سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔

خوش آمدید نوجوان! تم ضرور کوئی سیاح ہو جو یورپ سے اس ملک کی سیر کرنے آئے ہو۔

سیاح نے بھی کاؤنٹ سے ہاتھ ملایا اور بولا

جی ہاں۔ آپ نے ٹھیک پہچانا۔ میں جرمن سیاح ہوں۔ میرا نام ہنگیر ہے۔ میں افریقہ کی سیر کرنے آیا ہوں۔

کاؤنٹ نے بڑی مکاری سے کہا

یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ تم بھی جرمن ہو میری ماں بھی جرمنی کی رہنے والی تھی۔ کیا تم مجھے میزبانی کا شرف نہیں بخشو گے۔ یہاں سے تھوڑی دور میری ایک چھوٹی سی آبائی جاگیر ہے۔ میں وہاں اپنے ملازم اوڈو کے ساتھ اکیلا رہتا ہوں۔ وہاں دیکھنے کیلئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آبشاریں بھی ہیں۔ میں تمہیں افریقہ کے بارے میں بہت سی معلومات بھی دوں گا کہ تمہیں کون کونسی یادگاریں دیکھنی چاہیں۔

سیاح ہیگر اس کی باتوں میں آگیا۔ ویسے بھی اسے ایک گائیڈ کی ضرورت تھی اس نے سوچا کاؤنٹ کے پاس تھوڑی دیر قیام کرکے آرام بھی کرتا ہوں اور اس سے افریقہ کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ اس نے کاؤنٹ شرلاک کی دعوت قبول کرلی۔ کاؤنٹ نے اوڈو سے کہا کہ وہ پیدل پہنچے اور اس کے گھوڑے پر بدنصیب نئے شکار ہیگر سیاح کو بٹھایا اور اپنے ساتھ لے کر جنگل میں داخل ہوگیا۔ کوئی ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ اپنے ویران محل میں پہنچ گیا۔ سیاح ہیگر نے دیکھا کہ یہ جنگل کے درمیان بنا ہوا ایک بہت ہی پرانا اور بوسیدہ محل ہے جس کی دیواروں کا پلستر اکھڑ رہا ہے اور سیڑھیوں میں جگہ جگہ گھاس اُگی ہوئی ہے۔ کاؤنٹ بولا۔

یہ محل اتنا بڑا ہے کہ میں اکیلا اس کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا۔ یہاں میں اس لئے رہ رہا ہوں کہ مجھے ان جنگلوں سے محبت ہے اور مجھے شکار کا بھی شوق ہے

ہیگر نے پوچھا

آپ کس جانور کا شکار کرتے ہیں؟

کاؤنٹ نے ہیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

میں ہر قسم کے جانور کا شکار کرتا ہوں۔ آئیے اندر تشریف لے چلئے۔

محل کے اندر ایک بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر مختلف پرندوں کے سر لگے ہوئے تھے۔ ایک دیوار پر کاؤنٹ کی پرانی تصویر بھی لگی تھی جس میں اس نے ایک ہاتھ میں نیزہ پکڑ رکھا تھا۔ پرانی طرز کے بوسیدہ صوفے پڑے تھے۔ بیچ میں ایک سیاہ گول میز بھی بچھی تھی۔ فضا میں نمی اور انسانی خون کی بو رچی ہوئی تھی۔ ہیگر پہلے تو گھبرایا مگر کاؤنٹ ہنس ہنس کر اس سے باتیں کرنے لگا اور بولا۔

میرے پاس اکثر سیاح آتے رہتے ہیں وہ میرے اسی محل میں قیام کرتے ہیں اور پھر مجھ سے معلومات حاصل کرکے افریقہ کے جنگلوں کی سیر کو نکل جاتے ہیں۔

اتنے میں اوڈو بھی جنگل کے آسان اور نزدیکی راستوں سے ہوتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ کاؤنٹ نے اسے مہمان ہیگر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لئے کھانا تیار کرنے کو کہا۔ کاؤنٹ سیاح ہیگر سے باتیں کرنے لگ گیا۔ پھر بولا۔

ہیگر! تم کھل کر بیٹھو اور اگر چاہو تو غسل بھی کر سکتے ہو۔ میں نے یہاں گرم پانی کا بھی انتظام کر رکھا ہے۔

ہیگر پہلے تو کچھ ڈرا ڈرا سا تھا مگر پھر اس کا خوف دور ہو گیا کیونکہ کاؤنٹ اس کے ساتھ بڑی بے تکلفی اور خوش اخلاقی سے پیش آ رہا تھا۔ ہیگر نے غسل کیا۔ کھانا آ گیا۔ کھانے میں ہر قسم کے جنگلی پرندے کا گوشت اور طرح طرح کے میٹھے خوشبودار پھل تھے۔ کھانا بے حد لذیز تھا۔ ہیگر نے پیٹ بھر کر کھایا اور پھر کاؤنٹ کے کہنے پر سو گیا۔ کاؤنٹ اپنے کمرے میں آ گیا۔ اوٹو اس کے ساتھ تھا۔ اس کمرے کی دیواروں پر جگہ جگہ انسانی کھوپڑیوں کو کیلوں سے ٹھونک کر لگا دی گئیں تھیں۔ یہ سب ان بدقسمت انسانوں کی کھوپڑیاں تھیں جن کو شکار کرنے کے بعد کاؤنٹ نے ہلاک کر دیا تھا کاؤنٹ نے جیب سے آلو کا بچہ نکال کر آتشدان کے اوپر دیوار پر لگا دیا۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔

اوٹو! یہ بچہ میرے لئے خوش بختی لائے گا۔

سیاح ہیگر کو اس محل میں مزے دار کھانے کھاتے اور آرام کرتے جب تین دن گزر گئے تو اس نے کاؤنٹ سے اجازت مانگی کیونکہ اب وہ افریقہ کے جنگلوں اور دور دراز شہروں کی سیاحت کرنا چاہتا تھا۔ کاؤنٹ نے اس دوران میں اسے آبشاریں بھی دکھائی تھیں اور افریقہ کے جنگلوں اور شہروں کے بارے میں بعض جھوٹی سچی معلومات بھی دی تھیں۔ جب اس نے جانے کے لئے اجازت طلب کی تو اوٹو بولا

میرے بھائی ہیگر! ابھی تم کل ہی آئے ہو۔ دو روز مزید آرام کرو۔ پھر تو تمہیں افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں کی خاک چھاننی ہی ہے۔

ہیگر بولا۔

میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری اتنی مہمان نوازی کی۔ اب میں اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہتا ہوں۔

کاؤنٹ کے چہرے پر فکر کی پرچھائیاں ابھریں۔ اس نے ہیگر کے کاندھے پر اپنا بھاری بھرکم ہاتھ رکھ کر کہا

جیسے تمہاری مرضی۔ میں تمہیں روک نہیں سکتا۔ لیکن جانے سے پہلے تمہیں اپنا کمرہ ضرور دکھانا چاہتا ہوں۔

ہیگر مسکراتے ہوئے بولا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا وہ کوئی خاص کمرہ ہے کاؤنٹ ؟
کاؤنٹ زیر لب ہنس رہا تھا۔ بولا۔
دیکھو گے تو اپنے آپ پتہ چل جائے گا۔ میں چاہتا ہوں جانے سے پہلے تم میرے ساتھ اس کمرے میں بیٹھ کر کافی کا ایک پیالہ پیئو۔
مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ھیگر بولا۔ مجھے تو خوشی ہوگی آپ کے ساتھ کافی پینے میں۔
کاؤنٹ ھیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھے اسے اپنے خاص کمرے میں لے آیا کاؤنٹ نے پہلی رات ہی جب ھیگر سو رہا تھا تو اس کی قمیض اٹھا کر اپنے خونخوار کتوں کو سنگھا دی تھی۔ اس کمرے میں مدھم مدھم روشنی تھی۔ دیواریں نسواری رنگ کی تھیں اور جب ھیگر نے ایک دیوار پر انسانی کھوپڑیوں کو ٹنگے ہوئے دیکھا تو اس کے جسم میں خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی اس نے انسانی کھوپڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہونٹوں پر خشک زبان پھیرتے ہوئے پوچھا۔

یہ۔۔۔۔ یہ انسانوں کی کھوپڑیاں ہیں کیا؟
کاؤنٹ نے مسکرا کر کہا
ہاں۔ تمہیں کس کی کھوپڑیاں لگتی ہیں؟

ھیگر کا حلق خشک ہونے لگا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے اسے بتا دیا کہ وہ کسی زبردست خطرے میں پھنس چکا ہے اور اس کے اردگرد جال تنگ ہونا شروع ہو گیا ہے مگر وہ ایکدم وہاں سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔ کاؤنٹ میز کے پاس بیٹھ گیا۔ ھیگر کو اس نے اپنی داہنی جانب بٹھایا۔ اوٹو کافی لے آیا۔ کاؤنٹ نے ھیگر کے لئے کافی بنائی اور اسے پیش کرتے ہوئے بولا۔
میں آج سے اپنا شکار شروع کر رہا ہوں۔
ھیگر نے کافی کا تلخ گھونٹ نگلتے ہوئے سرسری طور پر کہا
جانوروں کا شکار کریں گے؟ کس جانور کا شکار آپ پسند کرتے ہیں۔
کاؤنٹ کا چہرہ ایکدم سنجیدہ ہوگیا۔ اس نے اپنے تازہ شکار ھیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور گہری آواز میں بولا۔
مجھے صرف ایک ہی جانور کا شکار پسند ہے اور وہ جانور انسان ہے
کیا مطلب؟ ھیگر کے ہاتھ میں کافی کی پیالی کپکپا گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤنٹ نے ھیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا اور بولا۔

مسٹر ھیگر! میں انسان کا شکار کرتا ہوں اور آج میں جس انسان کا شکار کرنے والا ہوں وہ میرے سامنے بیٹھا ہے۔

اب تو ھیگر کی رہی سہی ہمت نے جواب دے دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ پھنس گیا ہے اور اس نے اس شیطان کاؤنٹ کی مہمانی قبول کر کے زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ وہ کاؤنٹ کے چنگل میں پھنس چکا تھا۔ پھر بھی اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا

میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا کاؤنٹ

کاؤنٹ نے سیٹی بجائی۔ کمرے کے دروازے میں سے چار اونچے لمبے خونخوار کتے شور مچاتے غراتے داخل ہوئے اور سیدھے ھیگر کے کپڑوں کی بو لیتے اس کے سامنے آکر زور زور سے بھونکنے لگے۔ ھیگر کا تو رنگ زرد ہو گیا۔ بدن میں کاٹو تو لہو نہیں۔ خون ٹھنڈا پڑ گیا۔ کاؤنٹ نے دوسری بار سیٹی بجائی تو کتے دوڑ کر باہر نکل گئے۔ ھیگر ڈرا ڈرا سا بیٹھا تھا۔ کاؤنٹ نے

اب اسے کہنا شروع کیا۔

سنو مسٹر ھیگر! میں انسانوں کا شکاری ہوں اور میں انسان کا شکار کس طرح کرتا ہوں یہ بات ابھی بتاتا ہوں۔ تم میرے شکار ہو۔ میں تمہارا شکار کروں گا لیکن میرا شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میں تمہیں جنگل میں کھلا چھوڑ دوں گا۔ تم جہاں چاہے چھپ سکتے ہو اگر فرار ہونا چاہو تو فرار بھی ہو سکتے ہو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے تمہاری کھوج میں رہوں گا۔ جس طرح ایک ماہر شکاری اپنے شکار کی کھوج میں لگا رہتا ہے تم اگر فرار ہو بھی گئے تو میرے خونخوار کتے تمہیں بہت جلد دبوچ کر تمہاری تکا بوٹی کر دیں گے۔ انہیں تمہاری قمیض سنگھا دی گئی ہے۔ تم جنگل میں جہاں بھی جاؤ گے۔ خونخوار کتے وہاں پہنچ جائیں گے۔ وہ تمہیں اس جنگل سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔ انہیں اس کام کی باقاعدہ ٹریننگ دی گئی ہے۔ ابھی کافی دن باقی ہے میں شام ہونے سے پہلے پہلے تمہیں شکار کر لینا چاہتا ہوں۔

ھیگر کی زبان دہشت کے مارے سوکھ کر لکڑی بن گئی تھی۔ اس نے بڑی مشکل سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤنٹ! تم مجھے شکار کر کے کیا کرو گے۔

کاؤنٹ قہقہہ لگا کر ہنسا اور کھوپڑیوں والی دیوار کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

اس دیوار پر تم جن کھوپڑیوں کو دیکھ رہے ہو۔ یہ سب ان لوگوں کی کھوپڑیاں ہیں۔ جنہیں میں نے شکار کیا تھا ان کھوپڑیوں میں تمہاری کھوپڑی بھی لگا دی جائے گی۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔ تمہاری کھوپڑی میں سب سے اونچی کر کے لگاؤں گا۔ کیونکہ تم جرمن ہو اور جرمن لوگوں کو اپنی برتری کا بڑا خیال رہتا ہے۔

ھیگر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس نے پہلے تو کاؤنٹ کی منت سماجت کی کہ کسی طرح وہ اسے چھوڑ دے لیکن جب اسے یقین ہو گیا کہ کاؤنٹ اسے نہیں چھوڑے گا اور اس کا شکار کرنے کا عہد کر چکا ہے تو وہ خاموش ہو گیا۔ اس نے کاؤنٹ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور بولا۔

میں تمہاری بات جانتا ہوں۔ مجھے جنگل میں جہاں تم چاہو چھوڑ دو۔

کاؤنٹ نے خوش ہو کر بدقسمت سیاح ھیگر کا کندھا زور سے دبایا اور بولا۔

شاباش! مجھے تم ایسے بہادر شکار پسند ہیں تم ایسے دلیر جانوروں کا شکار کر کے مجھے خوشی ہوتی ہے آؤ میرے ساتھ۔

وہ ھیگر کو دوسرے کمرے میں لے گیا۔ جہاں اوٹو خونخوار کتوں کی زنجیریں تھامے کھڑا تھا۔ کتے ھیگر کی بو پاتے ہی اس کی طرف اچھلنے لگے۔ کاؤنٹ نے انہیں پیچھے ہٹا دیا اور اوٹو سے کہا

انہیں سنبھالو اوٹو۔ ابھی ان کے چھوڑنے کا وقت نہیں آیا۔

پھر اس نے ھیگر کو ایک خنجر دیا اور اس کے پاؤں میں پتلی زنجیر باندھ دی جس کے سرے پر ایک سیر کا باٹ یعنی وٹہ بندھا ہوا تھا۔ ھیگر نے تعجب سے پوچھا

یہ زنجیر مجھے کیوں پہنائی جا رہی ہے۔

کاؤنٹ نے کہا

تمہیں جنگل میں ایک جگہ لے جا کر کھلا چھوڑ دیا جائے گا۔ تم اگر چاہو اور تمہارے پاس اتنا وقت ہو تو تم اس زنجیر کو پتھر کی مدد سے توڑ بھی سکتے ہو اور فرار ہونے کی کوشش بھی کر سکتے ہو۔ لیکن یہ یاد رکھنا میں اپنے تیر کمان کے ساتھ اور میرے خونخوار کتے تمہارے پیچھے لگے ہوں گے۔ میں ایک ماہر نشانہ باز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں اور میرے کتوں نے آج تک اپنا شکار کبھی نہیں چھوڑا۔ آؤ۔ اب شکار کا کھیل شروع کرتے ہیں

بے چارا قسمت کا مارا ھیگر ساتھ چل پڑا۔ زنجیر کا سیر بھر کا باٹ اس نے اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا تھا۔ اوٹو کتوں کو لے کر پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جنگل میں ایک جگہ پہنچ کر کاؤنٹ رک گیا۔ اوٹو بھی کتوں کے ساتھ وہیں ٹھہر گیا۔ کاؤنٹ نے سامنے والی چھوٹی پہاڑی کی طرف اشارہ کرکے کہا

اس سامنے والی پہاڑی کے پار سمندر ہے اگر تم میں ہمت ہے تو اس پہاڑی کے پار جاکر سمندر میں کودکر اپنی جان بچانے کی کوشش کر سکتے ہو۔ لیکن میں تمہارے پیچھے پیچھے ہوں گا۔ میرے تیر تمہیں تلاش کرلیں گے اور اگر میرے تیر تمہیں شکار نہ کر سکے تو پھر میرے کتے تجھے جنگل میں جہاں بھی ہوں گے پہنچ کر دبوچ لیں گے۔ اب بھاگو۔ بھاگو بھاگو۔ میں پندرہ منٹ کے بعد تمہارے پیچھے نکلوں گا

بدنصیب ھیگر مجبور تھا۔ اس نے جنگل کی ایک پگ ڈنڈی پر بھاگنا شروع کر دیا۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد کاؤنٹ نے اوٹو کو اشارہ کیا کہ وہ خونخوار کتوں کو لے کر پہاڑی کی دوسری

طرف چلا جائے اور خود تیر کمان لئے پیٹی کے ساتھ خنجر لٹکائے اپنے شکار کے پیچھے روانہ ہوگیا۔

بدقسمت ھیگر نے جنگل میں آتے ہی اپنے آپ کو کسی حد تک آزاد محسوس کیا اور وہ جتنی تیز بھاگ سکتا تھا بھاگنے لگا۔ سیر بھر کا باٹ ہاتھ میں اٹھاکر بھاگنے سے وہ بہت جلد تھک گیا اور اس کا سانس پھول گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں۔ اتنی دیر میں اسے بہت دور نکل جانا چاہیئے اور پھر پہاڑی پار کرکے سمندر میں چھلانگ لگا دے۔ آخر وہ کہیں نہ کہیں تو پہنچ ہی جائے گا۔ سب سے پہلے اس نے ایک جگہ بیٹھ کر پتھروں کی مدد سے اپنے پاؤں میں بندھی ہوئی لوہے کی زنجیر توڑ ڈالی اب وہ زیادہ تیزی سے بھاگنے لگا۔ جنگل گھنا تھا جھاڑیاں اور گھاس اس کا راستہ روک رہی تھیں۔ پھر بھی وہ رکے بغیر دوڑتا چلا گیا۔ راستے میں کئی کھڈ اور نالے آئے وہ ان کو پھلانگتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ پہاڑی اس کے سامنے آگئی اس نے پہاڑی کے بائیں جانب سے ہوکر دوسری طرف نکلنے کی کوشش شروع کر دی دوسری جانب ایک اور پہاڑی آگئی۔ وہ اس پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ چڑھائی مشکل تھی۔ اس کی رفتار سست پڑ گئی ویسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی اس کا سانس پھول گیا تھا مگر موت کا خوف اسے بھاگنے پر مجبور کر رہا تھا اور وہ جتنی تیز بھاگ سکتا تھا بھاگتا رہا

ابھی وہ پہاڑی کی آدھی چڑھائی بھی نہیں نہ طے کر پایا تھا کہ پندرہ منٹ گزر گئے اور اسے دور سمندر کی جانب سے خونخوار کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آواز اس کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ ھیگر نے پریشان ہونے کی بجائے حوصلہ بلند کیا اور پہاڑی کی چڑھائی چڑھتا چلا گیا۔ وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر دوسری طرف اترنے لگا۔ ڈھلان پر وہ تیز تیز اترنے لگا۔ جھاڑیوں نے اس کا چہرہ زخمی کر دیا۔ اس کے کپڑے کئی جگہوں سے پھٹ گئے مگر وہ کہیں ایک پل کے لئے بھی نہ رکا۔

پہاڑی سے اترا تو سامنے پھر ایک گھنا جنگل آ گیا۔ یہ جنگل زیادہ طویل نہیں تھا۔ اس کے پیچھے سمندر تھا اور ادھر ہی سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں جو قریب سے قریب تر آ رہی تھیں۔ ھیگر نے اپنی قمیض اتار کر پھینک دی۔ اس خیال سے کہ کتے اس کی قمیض کی بو پر آ رہے ہیں۔ تو دوسری طرف نکل جائیں گے اس نے قمیض اپنے بائیں جانب ایک گڑھے میں پھینکی اور خود ترچھا ہو کر دوسری طرف سے سمندر کی طرف بھاگا

مگر کتوں کی آوازیں اسی کی طرف چلی آ رہی تھیں۔ شاید کتے اس کے جسم کی بو پر لگے ہوئے تھے۔ وہ اتنا تھک گیا تھا کہ اب اس سے ایک قدم بھی نہیں چلا جاتا تھا۔ سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ جسم پسینے میں شرابور تھا۔ وہ بے دم ہو کر ایک جگہ سانس لینے کے لئے بیٹھ گیا۔ ابھی اسے بیٹھے چند سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ ٹھک کی آواز آئی۔ ھیگر نے چونک کر اوپر دیکھا ایک لمبا لوہے کا تیر درخت میں کسی طرف سے آ کر کھب گیا تھا وہ اٹھ کر بے تحاشا دوڑنے لگا۔

کاؤنٹ اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

COURTESY
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنوئیں کا قیدی

ہیگر نے بھی ہمت نہ ہاری۔

وہ اٹھا اور پہاڑی کی ڈھلان پر سمندر کی طرف بے تحاشا دوڑنے لگا۔ وہ جھاڑیوں اور چھوٹے بڑے پودوں کے اوپر سے چھلانگیں لگاتا چلا جا رہا تھا۔ قمیض اتار کر پھینکنے سے اسے ایک فائدہ ضرور ہوا تھا۔ اب خونخوار کتوں کا رخ دوسری طرف ہو گیا تھا۔ ہیگر کے پیچھے سے تیر آنے لگے وہ لہراتا بل کھاتا دوڑتا جا رہا تھا۔ یہ بھی اس کی عقلمندی تھی تاکہ کوئی تیر اسے سیدھا آ کر نہ لگے۔ چنانچہ پیچھے سے کاؤنٹ نے جتنے بھی تیر چلائے وہ آس پاس جھاڑیوں میں آ کر لگے۔ اب اسے سامنے سمندر کا وسیع و عریض دامن نظر آنے لگا۔ ساحل پر آ کر اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔

پھر اس نے اپنے آپ کو سمندر میں گرا کر لہروں کے

حوالے کر دیا۔ یہاں بدقسمتی سے لہروں کا بہاؤ تیز نہیں تھا۔ ایک لہر اسے اٹھا کر سمندر میں دور لے گئی تو دوسری لہر نے اسے واپس ساحل پر لا کر پھینک دیا اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کے سر پر کاؤنٹ کھڑا تھا۔ اس کے مکروہ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ دور سے کتوں کی آوازیں ابھی تک آ رہی تھیں۔ کاؤنٹ کے ہاتھ میں تیر کمان تھا اور تیر کا رخ ہیگر کے دل کی طرف تھا۔ اتنے میں کتے بھی وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ہیگر کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ کاؤنٹ نے ہاتھ اٹھا کر زور سے سیٹی کی آواز منہ سے نکالی۔ کتے ایک دم سے پیچھے ہٹ گئے۔ اوٹو نے ان کو سنبھال لیا۔

ہیگر ادھ موا ہو چکا تھا۔ کاؤنٹ نے اس کے ہاتھ رسی سے پیچھے باندھ دیئے اور اسے گھوڑے پر ڈال کر واپس اپنے محل میں لا کر ستون سے باندھ دیا اور بولا۔

میں تمہاری بہادری کا قائل ہو گیا ہوں۔ آج تک میرا کوئی شکار جنگل سے نکل کر سمندر تک نہیں پہنچ سکا۔ وہ سب جنگل میں ہی میرے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ تم پہلے شکار ہو جس نے جنگل سے نکل کر سمندر میں چھلانگ لگائی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیگر نے عاجزی سے کہا

آخر تم مجھے کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو

میں نے کیا جرم کیا ہے ؟

کاؤنٹ بولا۔

فکر نہ کرو۔ اب میں اپنے ہاتھ سے تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ بلکہ تمہیں ایک دوسری سزا دونگا جس میں۔ تم زندہ رہو گے مگر اس طرح زندہ رہو گے کہ اگر کوئی تمہیں دیکھے گا تو وحشت کے مارے چیخ مار کر بے ہوش ہو جائے گا۔

یہ کہہ کر اس نے اوٹو کو اشارہ کیا۔ اوٹو نے ہیگر کو ستون سے کھولا اور اس کے ہاتھوں پر جو رسی بندھی تھی اسے کھینچتا ہوا وہ ہیگر کو محل کے ایک تاریک صحن میں لے گیا۔ جہاں ایک گہرا کنواں تھا۔ کنوئیں میں پانی نہیں تھا بلکہ تہہ میں پتھروں کا فرش بنایا گیا تھا۔ کنوئیں کے اوپر بھی گول چھت ڈال دی گئی تھی۔ اس چھت کے درمیان میں ایک چوکور سوراخ تھا۔ اوٹو نے ہیگر کو ایک تختے پر بیٹھا کر اس سوراخ میں سے کنوئیں کے اندر گزارنے لگا جب ہیگر کنوئیں کے فرش تک آ گیا تو اوٹو نے رسی کو ایک جھٹکا دیا۔ ہیگر کنوئیں کے تاریک فرش پر گر پڑا

اوٹو نے تختہ اوپر کھینچ کر کنوئیں کا سوراخ پتھر کی ایک سل سے بند کر دیا۔ ہیگر کنوئیں کے فرش پر کچھ دیر اندھیرے میں بے دم سا ہو کر پڑا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ کنوئیں کی گول دیواریں چکنے پتھر کی تھیں اور وہ اس قدر پھسلنی تھیں کہ ہیگر ایک فٹ بھی اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا ویسے بھی کنوئیں کی چھت کافی اونچی تھی۔ ہیگر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اسے اپنی بیوی بچے اور بہن بھائی یاد آ گئے جن کو وہ یہ کہہ کر آیا تھا کہ افریقہ کی سیاحت سے وہ ان کے لئے بڑے خوبصورت نوادرات اور تحفے لائے گا۔ اب تو وہ ان تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ کاؤنٹ نے اسے موت کے کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ جہاں وہ بھوکا پیاسا زیادہ سے زیادہ چار پانچ دن تک زندہ رہ کر مر جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوگی کہ ہیگر مر گیا ہے۔

لیکن کاؤنٹ اسے زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس طرح سے کہ اس کی زندگی مُردوں سے بدتر ہو۔ ہفتے میں تین بار کنوئیں کی چھت کا سوراخ کھلتا۔ اوٹو پتھر کی سل پرے ہٹاتا اور ایک زنجیر کے ذریعے پانی کی ایک بالٹی اور کچے گوشت کا ایک لوتھڑا نیچے رکھ کر زنجیر کھینچ لیتا۔ پہلے تو ہیگر نے صرف پانی پیا اور کچے گوشت کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ مگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب دو دن بعد بھوک نے اسے نڈھال کر دیا۔ تو اس نے آنکھیں بند کر کے کچے گوشت کو تھوڑا سا کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی۔

اس کے بعد جب اوٹو کچے گوشت کا لوتھڑا نیچے پھینکتا تو ہیگر اسے بھوکوں کی طرح پکڑ کر اسی وقت کھا جاتا۔ پانی کی بھری ہوئی بالٹی لے کر خالی بالٹی زنجیر کے ساتھ باندھ دیتا۔ ہیگر کو اب یقین ہو گیا تھا کہ اس کنوئیں سے اسے کبھی رہائی نصیب نہیں ہوگی اور وہ اسی کنوئیں میں یا تو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے گا اور یا پھر ایک وحشی بھیڑیا بن چکا ہوگا جو کچے گوشت کے سوا کچھ نہ کھا سکے گا۔

دن گزرتے چلے گئے۔ دوسری طرف کاؤنٹ کے خاص کمرے میں ماریا کا پنجرہ آتشدان کے اوپر دیوار کے ساتھ اسی طرح لگا ہوا تھا نیچے کے اوپر ایک جنگلی بلی کا خشک کیا ہوا سر لگا تھا۔ ماریا اس پنجے میں اس طرح قید تھی کہ وہ اپنے آپ باہر نہیں نکل سکتی تھی مگر شیطان صفت کاؤنٹ کی تمام گھناؤنی سرگرمیوں سے واقف ہو چکی تھی اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہیگر کو دیکھا کہ کاؤنٹ کے حکم سے اسے موت کے کنوئیں میں گرا دیا گیا تھا۔ وہ ہیگر کی مدد کرنا چاہتی تھی مگر وہ خود بے بس تھی۔ پنجے میں

بند تھی اور ہیگر کی مدد نہیں کر سکتی تھی۔

تھیوسانگ ناگ کیٹی اور عنبر اس سے زیادہ دور نہیں تھے۔ صرف ایک دن کے سفر پر کوتاش کے قصبے میں ایک خالی مکان کرائے پر لے کر رہ رہے تھے اور ماریا کا انتظار کر رہے تھے کہ شاید وہ بھی ادھر آ جائے۔ جب انہیں وہاں رہتے ہوئے ایک مہینہ گزر گیا تو ناگ نے کہا کہ یہاں رہنا اب بیکار ہے۔ اب ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ تھیوسانگ اور کیٹی نے بھی ناگ کے خیال کی تائید کی۔ صرف عنبر کچھ دیر اور قیام کرنا چاہتا تھا لیکن اپنے ساتھیوں کی مرضی کے آگے وہ بھی جھک گیا انہوں نے اپنی بہن کوتاش سے آخری ملاقات کی اور جنگل میں اس راستے پر چلنا شروع کر دیا جو سمندر کے کنارے کی طرف جاتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ وہاں سے وہ کسی بندرگاہ پر جا کر کسی جہاز میں سوار ہو جائیں گے اور ملک روم کی طرف ماریا کو تلاش کریں گے۔

وہ گھوڑوں پر سفر کر رہے تھے کیونکہ کیٹی نے انہیں کہا تھا کہ سمندر وہاں سے آدھے دن کے سفر پر ہی ہے وہ یونہی جنگل کے راستوں پر آہستہ آہستہ سفر کرتے رہے کیونکہ ان کی رفتار دھیمی تھی اس لئے انہیں جنگل میں ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شام ہوگئی۔ تھیوسانگ نے کہا

میرا خیال ہے ہمیں اسی جگہ رات گزارنی چاہیئے
کل صبح سفر پر چلیں گے۔ سمندر کا کنارہ یہاں سے
کتنی دور ہوگا کیٹی؟

کیٹی نے کہا

اگر ہم اس وقت چل پڑیں تو آدھی رات تک
پہنچ جائیں گے۔

ناگ بولا۔

اتنی جلدی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ جگہ
خوشگوار ہے۔ یہیں رات گزارتے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے وہیں گھوڑوں کو چرنے کے لئے کھُلا
چھوڑ دیا اور خود ایک جگہ گھاس پھوس صرف کرکے لیٹنے
اور آرام کرنے کے لئے جگہ بنا دی۔ ابھی شام پوری طرح
سے نہیں ہوئی تھی۔ جنگل میں دن کی روشنی تھی ناگ
نے کہا

میں ذرا اس جنگل کا ایک چکر لگا کر ابھی
آتا ہوں۔

عنبر بولا۔

خدا کے لئے مت جاؤ۔ تم پھر کسی مصیبت

میں پھنس گئے تو ہم پریشان ہو جائیں گے۔

ناگ نے ناراض ہو کر کہا

عنبر بھائی! میں اکیلا ہی مصیبت میں نہیں
پھنستا۔ ہم میں سے ہر کسی پر مصیبت آ جاتی ہے۔ یہ تو
ہمارے سفر کا ایک حصہ ہے۔

کیٹی بولی۔

یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر ہمیں بھی
جان بوجھ کر مصیبت مول نہیں لینی چاہیئے۔

تھیوسانگ نے کہا

میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

ناگ نے تنک کر جواب دیا۔

میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ تم میرا ہاتھ پکڑ
کر مجھے جنگل کی سیر کراؤ۔

عنبر ہنس کر بولا۔

ارے بھائی جاؤ جاؤ ضرور سیر کرو۔ مگر
جلدی واپس آ جانا۔ دیر نہ کرنا۔

ناگ بھی ہنس دیا اور کہنے لگا

بس ابھی واپس آیا کہ آیا

ناگ نے وہیں عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں درختوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اوپر بلند ہوکر اڑنے لگا۔ اسے خیال آیا کہ اس طرح سے تو وہ جنگل کی پوری طرح سے سیر نہ کر سکے گا۔ اسے نیچے اتر کر جنگل کی سیر کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ درختوں کے نیچے آگیا۔ یہاں وہ عقاب کی طرح اڑ نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ جنگل بڑا گھنا تھا۔ ناگ نے انسانی شکل اختیار کرلی اور پیدل ہی مزے مزے سے سیر کرتا ٹہلتا جنگل راستوں سے گزرنے لگا۔ کہیں وہ ندی پار کرتا۔ کہیں کسی کھڈ میں سے گزرتا۔ وہ جنگل میں کافی دور نکل گیا تو اس نے سوچا کہ اب واپس چلنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ واپس مڑا ہی تھا کہ اس کی نظر درختوں کے بیچ میں ایک پرانے محل کی عمارت پر پڑی یہ وہی پرانا محل تھا جہاں کاؤنٹ شرلاک رہتا تھا اور جس کے خاص کمرے میں ماریا الو کے پنجے کی شکل میں دیوار کے ساتھ لگی تھی مگر ماریا کے جسم سے خوشبو نہیں نکل رہی تھی۔

ناگ کو وہ محل بڑا پُراسرار لگا اس نے سوچا کہ چل کر ذرا اس پرانے محل کی سیر کی جائے۔ وہ پیدل ہی محل کے دروازے پر آگیا۔ ابھی وہ محل کو پُرشوق نگاہوں سے دیکھ ہی رہا تھا کہ کاؤنٹ کی نظر اس پر پڑگئی اس نے نوکر اوڈو کو بلا کر کہا

اوڈو! اس مہینے کا میرا شکار اپنے آپ میرے محل کے دروازے پر آگیا ہے۔

اوڈو نے دوسری منزل کی کھڑکی میں سے جھانک کر نیچے دیکھا اسے ایک گھنگریالے بالوں والا نوجوان کھڑا دکھائی دیا جو بڑی دلچسپی اور حیرت سے محل کی دیواروں کو تک رہا تھا اس نے کاؤنٹ سے کہا

کاؤنٹ سر! اسے اوپر لے آنا چاہیئے۔ شکار خود یہاں آگیا ہے۔ اب آپ کو جنگل میں اور سمندر کے کنارے مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہیں۔

کاؤنٹ نے خنجر والی پیٹی لگائی۔ بالوں کو سنوارا اور چمڑے کی جیکٹ پہن کر نیچے آگیا۔ ناگ ابھی محل کے دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا کہ کاؤنٹ نمودار ہوا۔ ناگ کی طرف مسکراتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھایا اور خوش اخلاقی اور بڑی ہی میٹھی آواز میں بولا۔

خوش آمدید نوجوان! میرے محل میں تمہارا آنا میرے لئے مبارک ہوگا۔ تم نے مجھے اس جنگل میں میزبانی کا شرف بخشا ہے۔ میرا نام کاؤنٹ شرلاک ہے یہ محل میرے دادا نے بنایا تھا۔ میں اسی محل میں رہتا ہوں۔ چونکہ شکاری ہوں۔ شیر کا شکار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھیلتا ہوں اس لئے یہیں کا ہو کر رہ گیا ہوں۔ اندر تشریف لاؤ میرے مہمان۔ کیا تم میرے ساتھ کافی کا ایک گرم گرم پیالہ نہیں پیئو گے۔

اس نے ایک ہی سانس میں کتنی ہی باتیں کر ڈالیں۔ ناگ مسکرا دیا۔ ناگ یہی سمجھا کہ یہ باتونی قسم کا بگڑا ہوا نواب ہے رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔ جاگیریں ختم ہو گئیں مگر یہ نواب اب بھی بوسیدہ قلعوں کے کھنڈروں میں بیٹھے اپنے آپ کو کاؤنٹ یعنی نواب سمجھ رہا ہے۔ ناگ نے کہا۔

میرا نام ناگ ہے۔ میں سیاح ہوں اور یہاں جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ آپ کے محل پر نظر پڑی۔ سوچا کوئی تاریخی عمارت ہوگی اسے دیکھنا چاہیئے

کاؤنٹ نے ناگ کے کاندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے اسے آہستہ سے محل کے دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

میرے دوست! یہ واقعی ایک تاریخی محل ہے جہاں کبھی میرے ماں باپ باقاعدہ دربار لگایا کرتے تھے مگر اب وہ باتیں ختم ہو گئی ہیں۔ میں صرف ایک نوکر کے ساتھ یہاں رہتا ہوں۔ کبھی شیر کا یا دوسرے جانوروں کا شکار کھیلنے جنگل میں نکل جاتا ہوں۔

ناگ نے خاص طور پر محسوس کیا کہ کاؤنٹ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر جان بوجھ کر دروازے کی طرف دھکیلا تھا۔ اس کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ ضرور کوئی پُر اسرار آدمی ہے اس کا معمہ حل کرنا چاہیئے۔ اپنی عادت کے مطابق کاؤنٹ نے ناگ کو پہلے والے کمرے میں بیٹھا کر کافی پلائی اور اس سے اس قسم کی باتیں کرتا رہا جس طرح کی باتیں وہ اکثر اپنے شکار انسانوں سے کرتا تھا۔ ناگ اب بھی اسے ایک شکاری نواب ہی سمجھ رہا تھا کہ کاؤنٹ نے اسے اپنے خاص کمرے میں آنے کی دعوت دی۔

اس کمرے میں آتے ہی کاؤنٹ نے اپنا لہجہ تبدیل کر لیا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ ناگ اصل میں کون ہے اور اس کی طاقت کتنی ہے۔ وہ تو اسے ایک دبلا پتلا سانولا نوجوان ہی سمجھ رہا تھا۔ دوسری جانب ناگ نے جب دیواروں پر انسانی کھوپڑیاں سجی ہوئی دیکھیں تو اسے یقین ہو گیا کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے۔ ماریا کا الّو کا پنجر بھی آتشدان کے اوپر ہی لگا تھا۔ ناگ ماریا کی خوشبو نہیں محسوس کر سکتا تھا مگر پنجرے کے اندر قید ماریا نے ناگ کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا اور وہ بے چین سی ہو گئی تھی لیکن وہ جادو کے اثر میں کچھ اس طرح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے قید تھی کہ باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ وہ ناگ کو دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس کی آواز بھی نہیں سن سکتی تھی۔ صرف اس کی خوشبو کو محسوس کر رہی تھی۔ اور بے چین ہو رہی تھی کہ کسی طرح پنجے کی قید سے آزاد ہو۔

کاؤنٹ نے اب ناگ سے اپنے اصلی مطلب کی باتیں شروع کر دیں۔ اس نے سیٹی بجائی تو اس کا ملازم دو خونخوار کتوں کو لے کر دروازے میں نمودار ہو گیا۔ ناگ نے ان کتوں کی طرف اشارہ کر کے کہا

کیا آپ ان کتوں کی مدد سے بھی شکار کھیلتے ہیں؟

کاؤنٹ نے ناگ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ پہلی بار اسے محسوس ہوا کہ وہ اپنے شکار کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملا سکتا۔ ناگ ایک سانپ دیوتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جو مقناطیسی کشش تھی۔ وہ کاؤنٹ کو آنکھیں نیچی کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔ مگر کاؤنٹ تو ناگ کو بہرحال ایک کمزور نوجوان اور اپنا قیمتی شکار ہی سمجھ رہا تھا۔ اس نے ناگ سے کہا

میں جانوروں کا ہی نہیں انسانوں کا شکار بھی کھیلتا ہوں۔

ناگ نے چونک کر کاؤنٹ کی طرف دیکھا۔

کیا مطلب ہے آپ کا؟ یعنی آپ انسانوں کا بھی شکار کرتے ہیں۔

کاؤنٹ نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور کہا

کیوں نہیں۔ آج میں جس انسان کو شکار کرنے والا ہوں وہ تم ہو۔

ناگ پوری تحقیق کرنا چاہتا تھا کہ یہ شخص کون ہے اور ایسا گھناؤنا کام کس لئے کرتا ہے۔ اس وقت بھی آتشدان کے اوپر ماریا کا پنجہ دیوار کے ساتھ لگا تھا۔ ماریا اگرچہ ناگ کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔ اس کی آواز بھی نہیں سن سکتی تھی۔ مگر اسے ناگ کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ ناگ اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ اسی کمرے میں ماریا بھی الو کے پنجے میں قید ہے۔ ناگ نے کاؤنٹ سے سوال کیا۔

تم میرا شکار کس لئے کرنا چاہتے ہو؟ کیا اس سے پہلے بھی تم انسانوں کا شکار کرتے رہے ہو؟

کاؤنٹ نے ناگ کی طرف گھور کر دیکھا

میں تمہارا شکار اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ہمیشہ انسانوں کا شکار کیا ہے۔

اس کے بعد کاؤنٹ نے ناگ کو وہ ساری تفصیل بتائی کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ کس طرح ناگ کو جنگل میں زنجیر پاؤں میں باندھ کر چھوڑ دے گا اور پھر خود اس کے پیچھے اس کا تعاقب کرتے ہوئے تیر چلا کر اسے ہلاک کر ڈالے گا۔

ناگ بڑے غور سے کاؤنٹ کی باتیں سن رہا تھا اب اسے معلوم ہوا کہ یہ شخص جس کا نام کاؤنٹ شرلاک تھا بے حد ظالم اور سنگ دل خونی آدمی ہے۔ کاؤنٹ ناگ کی طاقت سے واقف نہیں تھا۔ وہ اسے ایک عام کمزور سا نوجوان سمجھ رہا تھا۔ چنانچہ اس نے اوڈو کو اشارہ کیا۔ اوڈو خونخوار کتوں کو لے کر ناگ کے قریب آگیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ خونخوار کتے ناگ کے قریب نہیں آرہے تھے مگر کاؤنٹ نے اسے کوئی اہمیت نہ دی اور ناگ کے ہاتھ رسی کے ساتھ اس کی پیٹھ سے باندھے۔ پھر اسے گھسیٹتا ہوا محل سے باہر صحن میں لے گیا۔ یہاں اس کے پاؤں سے سیر کے باٹ والی زنجیر باندھی اور کہا

اب تم جنگل میں اپنی جان بچانے کے لئے بھاگو۔ تمہارا کام اپنی جان بچانا ہے اور میرا کام تمہاری جان لینا ہے۔ تمہیں شکار کرنا ہے۔

بھاگو۔ بھاگو۔ بھاگو۔

کتوں کو ناگ کے کپڑے سنگھا دیئے گئے تھے۔ اوڈو کو بھی

ہدایت کی گئی کہ وہ پہاڑی کے پیچھے سے جنگل کی طرف کتوں کو لے کر بڑھے۔ ناگ یہ سب کچھ ہوتے بالکل خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کاؤنٹ کے قریب ہوکر کہا

کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم جنگل میں جان بچانے کے لئے بھاگو اور میں تمہیں شکار کرنے کے لئے تمہارے پیچھے پیچھے چلوں ؟

کاؤنٹ غضبناک ہوکر چلایا۔

بکواس بند کرو۔ میں شکاری۔ تم میرے شکار ہو۔ بھاگو۔ اپنی جان بچاؤ۔ نہیں تو میں ابھی اسی جگہ تمہیں خنجر مار کر ختم کر دوں گا

ناگ نے کہا

میں چلا جاتا ہوں مگر تم مجھے زندگی بھر ڈھونڈھ نہ سکو گے۔

یہ کہہ کر ناگ جنگل کی پگ ڈنڈی پر دوڑنے لگا۔ کاؤنٹ نے اسے کہا تھا کہ وہ پندرہ منٹ کے بعد اس کے پیچھے اس کا شکار کرنے چل پڑے گا۔ ناگ کو بھلا کیا فرق پڑتا تھا۔ وہ جب کاؤنٹ کی نظروں سے درختوں کے پیچھے اوجھل ہوگیا تو سانس کھینچا اور عقاب بن کر فضا میں بلند ہوا۔ درختوں کے اوپر آکر اس نے ایک چکر لگایا اور دیکھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاؤنٹ تیرکمان لئے اسی جگہ پر خاموش کھڑا تھا۔ وہ پندرہ منٹ گزار رہا تھا۔ وہ اڑتا ہوا دوسری طرف گیا جو جنگلی راستہ پہاڑی کی طرف جاتا تھا اس راستے پر کاؤنٹ کا نوکر اوڈو کتوں کو لے کر دوڑا جا رہا تھا۔ جنگل کا ایک اور چکر لگا کر ناگ عقاب کی شکل میں واپس آیا تو دیکھا کہ کاؤنٹ اس جگہ پر نہیں تھا۔

ناگ عقاب ہی کی شکل میں درختوں کے اوپر سے اڑتے ہوئے آگے چلا ایک جگہ جنگل میں اس نے کاؤنٹ کو دیکھا کہ وہ درخت کی اوٹ میں چھپا ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بھلا ناگ اسے کہاں اور کیسے مل سکتا تھا۔ وہ تو عقاب کی شکل میں اس کے اوپر اڑ رہا تھا کاؤنٹ جنگل میں آگے ہی آگے بڑھتا گیا اور یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ اس کا شکار کہاں غائب ہوگیا تھا۔

اتنی جلدی اس کا کوئی بھی شکار کبھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا تھا۔ یقیناً یہ دبلا پتلا نوجوان کافی چالاک تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ لیکن آخر وہ بھاگ کر جائے گا کہاں؟ دور پہاڑی کی طرف سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اگر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا تو میرے خونخوار کتے اسے دبوچ لیں گے۔ کاؤنٹ

جھاڑیوں۔ کھڈ نالوں اور اونچی اونچی گھاس کے میدانوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن اس بات سے اسے حیرت ضرور تھی کہ اس کا شکار اسے کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ تو جیسے زمین میں غائب ہوگیا تھا۔ اس کے باوجود کاؤنٹ پوری طرح پُرامید تھا۔ اسے یقین تھا کہ بہت جلد وہ اپنے شکار کو کہیں نہ کہیں مار گرائے گا

ناگ عقاب کی شکل میں اس کے اوپر آسمان پر اڑتا ہوا اسے برابر دیکھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ کاؤنٹ پہاڑی کی ڈھلان پر آ گیا۔ سامنے سمندر تھا۔ اس نے سمندر کے کنارے اوڈو کو دیکھا کہ کتوں کو لئے کھڑا ہے۔ کتے آگے نہیں بڑھ رہے تھے۔ کاؤنٹ دوڑتا ہوا اوڈو کے پاس پہنچا اور غصے سے بولا۔

ان کتوں کو شکار کے پیچھے کیوں نہیں بھگاتے ؟ یہ یہاں کھڑے کھڑے کیا کر رہے ہیں ؟

اوڈو بھی عجیب تذبذب میں تھا۔ کہنے لگا۔

کاؤنٹ ! کتوں کو شکار کی بُو نہیں آ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک جگہ رک گئے ہیں

کاؤنٹ جھلا کر بولا۔

تم کیا بکواس کر رہے ہو ؟ میرا شکار آخر اس جنگل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے؟ وہ یہیں کہیں ہو گا
تم نے اس کے کپڑے کتوں کو سنگھائے تھے؟
اوڈو بولا۔

جناب! میں نے دو بار ناگ کے کپڑے انہیں
سنگھائے تھے۔

پھر یہ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ شکار کی بُو
پر کیوں نہیں جاتے؟ کاؤنٹ نے گرج کر کہا
اوڈو بولا۔

کاؤنٹ! یہی سوچ کر تو میں پریشان ہوں
کہیں ایسا تو نہیں کہ شکار کسی تالاب میں پانی کے
اندر ڈبکی لگا گیا ہو؟
کاؤنٹ نے جنگل کی طرف دیکھ کر کہا۔
اس جنگل میں آس پاس کوئی تالاب نہیں
ہے دوسرے کوئی انسان اتنی دیر تک پانی کے اندر
ڈبکی لگا کر نہیں رہ سکتا۔
اوڈو نے کہا

"تو پھر ضرور وہ کوئی چھلاوہ تھا کاؤنٹ"
کاؤنٹ نے اوڈو کی طرف کھا جانے والی نظروں سے
دیکھا اور غرایا

میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میرے ساتھ آؤ۔
وہ اوڈو اور کتوں کو لے کر جنگل کی طرف بڑھا۔ ناگ اس
وقت بھی ان کے سروں کے اوپر تھا۔ جنگل میں ناگ کو
تلاش کرتے کرتے وہ اپنے محل کے قریب آئے تو انہوں
نے ایک جگہ جھاڑیوں کے پاس وہ زنجیر پڑی دیکھی جو انہوں
نے ناگ کے پاؤں میں باندھی تھی۔ زنجیر کسی جگہ سے
بھی ٹوٹی نہیں تھی۔ اس کے سرے پر سیر بھر کا بلٹ
اسی طرح بندھا ہوا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب ناگ
نے عقاب کی شکل بدلی تھی تو اس کا پاؤں اپنے
آپ زنجیر کے حلقے میں سے نکل گیا تھا۔ کاؤنٹ تو
زنجیر کو درست حالت میں دیکھ کر دھنگ سا ہو کر رہ گیا
اوڈو! یہ آدمی بڑی ہوشیاری اور مہارت
سے اپنا پاؤں زنجیر میں سے نکالنے میں کامیاب ہو
گیا ہے مگر وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا کتوں
کو چھوڑ دو۔
اوڈو نے کتوں کو چھوڑ دیا۔ مگر چونکہ کتوں کو ناگ کے
کپڑوں کی بُو نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے وہ اپنی جگہ پر
کھڑے دُمیں ہلاتے رہے اوڈو نے کہا
کاؤنٹ! ان کتوں کو شکار کی بُو نہیں آ رہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے اس لئے وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہیں

کاؤنٹ نے خونخوار کتوں کو زور سے لاتیں ماریں۔ کتے چاؤں چاؤں کرتے اپنے مالک کے سامنے ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ کاؤنٹ ہار ماننے والا نہیں تھا اس نے خنجر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولا۔

میں اسے ڈھونڈھ کر رہوں گا۔ تم اسی جگہ ٹھہرو میں جنگل میں اسے تلاش کرتا ہوں۔

کاؤنٹ جانے لگا تو ناگ عقاب کی شکل میں پھڑ پھڑاتا ہوا دوسری طرف جھاڑیوں میں اترا اور انسان کی شکل بدل لی انسان کی شکل میں آتے ہی خونخوار کتوں کو اس کے کپڑوں کی بُو آنے لگی اور وہ بھونکتے ہوئے جھاڑی کی طرف لپکے کاؤنٹ نے بے چینی سے کہا

شکار ان جھاڑیوں میں ہے اوٹو! اس طرف بھاگو۔

کاؤنٹ اور اوٹو بھی کتوں کے پیچھے جھاڑیوں کی طرف بھاگے۔ جونہی وہ جھاڑیوں کے پاس آئے کتے ڈر کر پیچھے دوڑے۔ اوٹو اور کاؤنٹ ایکدم رک گئے انہیں ایک زور دار پھنکار کی آواز آئی اور پھر ایک پانچ چھ فٹ لمبا سیاہ سانپ پھن اٹھائے ان کی طرف پھنکارتا بڑھ رہا تھا کاؤنٹ

نے خنجر زور سے سانپ کی طرف پھینکا۔ سانپ جھکولا کھا کر ایک طرف ہو گیا۔ کاؤنٹ نے اب تیر کمان سنبھال لیا۔ ناگ جھاڑیوں کے پیچھے رینگتا ہوا گم ہو گیا۔ کتے جو پہلے ڈرے ہوئے کھڑے تھے اب زمین پر منہ رکھ کر لیٹ گئے۔ وہ سانپ سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔

کاؤنٹ نے اوٹو کو ڈانٹا۔

تم بھی سانپ سے ڈر گئے۔ سانپ تو جنگل میں نکلتے ہی رہتے ہیں آگے بڑھو۔ ہمارا شکار یہیں کہیں چھپا ہوا ہے۔

اوٹو کو کچھ شک پڑ گیا تھا کہ ان کا شکار کوئی عجیب وغریب شخص ہے اور سانپ وغیرہ بھی اس کی مدد کر رہے ہیں وہ کاؤنٹ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کاؤنٹ ایک نالے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس کا شکار یہاں بھی نہیں تھا۔ دیر تک کاؤنٹ جنگل کی خاک چھانتا رہا۔ جب وہ تھک کر چور ہو گیا تو واپس محل کی طرف لوٹا۔ اوٹو بھی تھک گیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کاؤنٹ بغیر اپنے انسانی شکار کے واپس محل میں آ رہا تھا۔ جونہی وہ محل کے پہلے کمرے کے سامنے آیا تو یہ دیکھ کر وہیں ساکت ہو کر رہ گیا کہ ناگ کمرے کے دروازے میں کھڑا اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

کاؤنٹ! تم تو کہتے تھے کہ تم مجھے ہر حالت میں شکار کر لوگے۔ اب کیا بات ہوگئی کہ ناکام واپس لوٹے ہو؟

کاؤنٹ نے فوراً کمان پر تیر چڑھایا اور آناً فاناً ناگ پر چلا دیا۔ مگر ناگ بھی بیوقوف نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ تیر اس کو آکر لگتا وہ غائب ہو گیا تھا۔

کاؤنٹ یہی سمجھا کہ ناگ کمرے میں بجلی کی سی تیزی سے بھاگ گیا ہے مگر حقیقت یہ تھی کہ ناگ نے ایک چھوٹے سانپ کی شکل بدل لی تھی اور فرش پر رینگتا ہوا کمرے کی دیوار سے جاکر چپک گیا تھا۔

اوڈو نے کہا

سر! کمرے میں نہ جائیں۔ یہ آدمی پراسرار لگتا ہے مجھے۔

کاؤنٹ غرایا

بکواس بند کرو اوڈو۔ میرا شکار خود میرے کمرے میں آگیا ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔

اور اس کے ساتھ ہی کاؤنٹ کمرے میں گھس گیا۔ مگر

اتنی دیر میں ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا کمرے سے باہر آگیا تھا۔ اوڈو نے کالے سانپ کو کمرے سے نکلتے دیکھا تو ڈر کر ایک طرف بھاگا۔ کتے پہلے ہی سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ سانپ نے زور سے پھنکار ماری تو کتے بھی وہاں سے دم دبا کر بھاگ گئے۔ اب کاؤنٹ بھی ہاتھ میں خنجر لئے ناگ کو تلاش کرتا کمرے سے باہر آگیا۔ اس نے چیخ کر اوڈو کو آواز دی

نمک حرام! تم کہاں بھاگے جا رہے ہو؟

اوڈو نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا

سر! سانپ! سانپ سے بچیں۔ سانپ یہاں بھی آگیا ہے۔

کاؤنٹ کو سانپ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ دیوانہ وار ادھر ادھر سانپ کو تلاش کرنے لگا۔ مگر سانپ کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کاؤنٹ غصے میں آکر اوڈو کو گالیاں دینے لگا۔ اسے راہ داری میں سے ناگ کی آواز آئی۔

اپنے نوکر کو کیوں گالیاں دے رہے ہو کاؤنٹ میں تو تمہارے کمرے کی راہ داری میں ہوں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا تم مجھے شکار نہیں کرو گے..

کاؤنٹ گھبرا گیا۔ ایک بار تو اسے پسینہ آ گیا۔ مگر آدمی بہادر تھا۔ ہار نہیں مان سکتا تھا۔ وہ بے اختیار ہو کر راہ داری کی طرف بھاگا۔

جلتی ہوئی مشعل لاؤ!

کاؤنٹ دوڑتا ہوا راہ داری میں سے گزر گیا۔

راہ داری نیم روشن اور ویران تھی۔ جب وہ اپنے کمرے میں گیا تو کمرہ بھی خالی تھا۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ ابھی اس کے شکار نے اسے آواز دی تھی۔ وہ کہاں غائب ہو گیا؟ کاؤنٹ کمرے میں چاروں طرف تکنے لگا خنجر اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ اچانک اس کی نگاہ چھت پر پڑ گئی تو دیکھا کہ چھت کے ساتھ ایک کالا سانپ چمٹا ہوا تھا۔ کاؤنٹ نے زور سے خنجر اس کی طرف اچھالا۔ خنجر ناگ کے بالکل قریب آ کر لگا اور پھر نیچے فرش پر گر پڑا۔

اس کے ساتھ ہی ناگ نے نیچے چھلانگ لگا دی اور کاؤنٹ کی گردن میں آ کر اس کے گرد کنڈل کس دیا۔ کاؤنٹ کا دم گھٹنے لگا۔ سانپ کا پھن اس کی آنکھوں کے سامنے تھا اور سانپ بار بار پھنکار رہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ کاؤنٹ خوف کے مارے تھر تھر کانپنے لگا۔ ناگ نے گردن کو اور زیادہ گھونٹا تو کاؤنٹ نیم جان ہو کر فرش پر گر پڑا۔ ناگ فوراً انسانی شکل میں آ گیا۔ ایک سانپ کو انسان کی شکل اختیار کرتے دیکھ کر کاؤنٹ دہشت زدہ ہو گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ناگ کو تک رہا تھا۔ ناگ نے فرش پر سے خنجر اٹھا لیا اور کاؤنٹ کی گردن پر اس کی نوک رکھ کر بولا۔

اب تمہیں اچھی طرح سے علم ہو گیا ہو گا کہ تم کس انسان کو شکار کرنے کی حماقت کر رہے تھے۔

کاؤنٹ کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا

تم ... تم کون ہو؟

ناگ بولا۔

یہ تو میں تمہیں کبھی بھی نہیں بتا سکتا۔ تم نے جو کچھ دیکھا ہے بس اسی سے جتنا اندازہ لگا سکتے ہو اندازہ لگا لو۔ میں اگر چاہتا تو تمہیں ڈس کر ہلاک کر سکتا تھا۔ مگر میں ابھی تمہیں نہیں مارنا چاہتا میں تم سے اعتراف کرانا چاہتا ہوں کہ تم اس سے

پہلے کتنے بے گناہ انسانوں کی جان لے چکے ہو؟

کاؤنٹ ابھی تک فرش پر پڑا تھا۔ اس نے کہا

اگرچہ میں نے بہت سے انسانوں کی جان لی ہے مگر میں اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ آئندہ میں یہ کام کبھی نہیں کروں گا۔

کاؤنٹ مکاری سے کام لے رہا تھا۔ اس کی جیب میں ایک شکاری چاقو بھی تھا۔ اس نے پھرتی سے وہ چاقو جیب سے نکالا اور ناگ پر حملہ کر دیا۔ ناگ تیزی سے اچھل کر پرے ہٹ گیا اور پرے ہٹتے ہی اس نے سانپ کی شکل بدلی اور پھنکارتا ہوا کاؤنٹ کے پیچھے آ گیا کاؤنٹ سانپ کو مارنے کے لئے گھوما ہی تھا کہ ناگ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا اور پورے کا پورا زہر اس کے جسم میں داخل کر دیا۔ ناگ کا کسی کے جسم میں پورا زہر داخل کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کاؤنٹ کا جسم ایکدم سن ہو کر پتھر کا ہو گیا۔ وہ دھڑام سے ایک بار پھر فرش پر گرا اور اس کے جسم کا رنگ ایک سیکنڈ کے اندر اندر پہلے نیلا اور پھر سیاہ پڑ گیا اور پھولنے لگا۔ ناگ انسانی شکل میں آ کر دروازے کی طرف بڑھا تو اس نے وہاں کاؤنٹ کے نوکر اوٹو کو کھڑے دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو سانپ سے انسانی شکل میں آتے دیکھتے ہی اوٹو نے ہاتھ جوڑے اور گڑگڑا کر کہا

مجھے معاف کر دو دیوتا۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں نے کبھی کسی انسان کو ہلاک نہیں کیا۔ میرا گناہ صرف یہ ہے کہ میں نے اس خونی شخص کا ساتھ دیا۔

ناگ نے کہا

اپنے خونی مالک کی لاش کو لاٹھی کی مدد سے کھینچ کر باہر صحن میں لے چلو۔

اوٹو نے اسی وقت ایک لاٹھی نکالی اور کاؤنٹ کی پھولی ہوئی سیاہ لاش کو دھکیلتا کمرے سے باہر پرانے محل کے صحن میں لے آیا۔ ناگ پہلے سے وہاں موجود تھی۔ کاؤنٹ کی لاش پھول کر غبارہ بن گئی۔ ناگ نے اوٹو سے کہا

یہاں سے دور ہو جاؤ۔ لاش پھٹے گی تو اس کا زہر اڑے گا۔

ناگ اور اوٹو درختوں کے پیچھے آ گئے۔ چند لمحوں میں کاؤنٹ کی لاش ایک دھماکے سے پھٹ گئی۔ ناگ اوٹو کو لے کر لاش کے قریب آیا۔ وہاں سیاہ لوتھڑوں کے

سوا کچھ نہیں تھا۔ ناگ نے لاش کے باقی بچے ہوئے ٹکڑوں کو تیل چھڑک کر آگ لگوا دی اور اوٹو سے کہا

ظالم انسان اپنے انجام کو پہنچا۔ اب یہ بتاؤ کہ تم اب کیا چاہتے ہو؟

اوٹو نے ہاتھ باندھ کر کہا

حضور! میں واپس اپنے وطن چلا جانا چاہتا ہوں لیکن اس محل کے عقبی صحن میں ایک اندھا کنواں ہے جہاں کاؤنٹ نے ایک بدقسمت انسان کو قید میں ڈال رکھا ہے جانے سے پہلے میں اس کو بھی آزاد کرانا چاہتا ہوں۔

اوٹو نے ناگ کو ساتھ لیا اور اندھے کنوئیں پر پہنچا۔ اوٹو نے پتھر کی سل ہٹا کر نیچے رسی لٹکائی اور جھک کر کہا

ہیگر! تمہاری رہائی کا وقت آ گیا ہے۔ اس رسی کو تھام کر باہر نکل آؤ۔

کنوئیں میں اندھیرا تھا۔ نیچے سے کسی نے رسی کو پکڑ لیا۔ پھر اوٹو اور ناگ رسی کو کھینچنے لگے تھوڑی دیر بعد ہیگر اس حالت میں کنوئیں سے باہر نکلا کہ وہ ادھ موا ہو رہا تھا۔ چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ ہڈیاں نکل آئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھیں اور داڑھی بڑھ گئی تھی۔ آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں۔ وہ کنوئیں سے باہر نکلتے ہی زمین پر لیٹ گیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

اوڈو اور ناگ نے اس کے منہ میں پانی ڈالا۔ پھر اسے اٹھا کر محل کے ایک کمرے میں لے گئے۔ اوڈو نے اسے دلیا کھلایا۔ گرم گرم قہوہ پلایا۔ ھیگمر کو کچھ ہوش آیا تو اس نے کہا

کاؤنٹ مجھے دوبارہ تو کنوئیں میں نہیں گرا دے گا؟

اوڈو نے اسے کہا

گھبراؤ نہیں بھائی۔ کاؤنٹ مر چکا ہے

ناگ نے ھیگر کے کاندھے پر آہستہ سے ہاتھ رکھ کر کہا

تم آزاد ہو۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کاؤنٹ اپنے انجام تک پہنچ گیا ہے۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا؟

ھیگر اتنا خوف زدہ تھا کہ جلدی سے اٹھا اور سمندر کی طرف دوڑ پڑا۔ اوڈو نے کہا

اسے سمندری بندرگاہ سے کوئی نہ کوئی مل جائے گا۔ وہ اب آزاد ہے۔

ناگ نے محل کی طرف دیکھا اور اوڈو سے کہا

اوڈو! یہ محل ایک منحوس اور گھناؤنے انسان کی یادگار ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے آگ لگا دی جائے تاکہ اس کے ساتھ ہی بدنصیب انسانوں کی یادگار بھی ختم ہو جائے۔

اوڈو بولا۔

میرے مالک! میں خود بھی یہی سوچ رہا تھا۔ اس منحوس محل کو ختم کر دینا چاہیئے۔

اوڈو باورچی خانے میں گیا اور مٹی کے تیل کا کنستر اٹھا لایا اس نے محل کے چاروں طرف تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے محل کے لکڑی کے دروازوں اور لکڑی کی چھتوں کو آگ لگ گئی اور شعلے بلند ہونے لگے۔ اوڈو نے کتوں کو پہلے ہی نکال کر جنگل کی طرف چھوڑ دیا تھا۔ ناگ اور اوڈو محل سے دور ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر محل کو جلتے دیکھ رہے تھے۔ ناگ کو معلوم ہی نہیں تھا کہ محل کے ایک کمرے میں ماریا اتو کے پنجے میں قید پڑی ہے۔

جب آگ کے شعلے راہ داری کی طرف پہنچے تو ناگ نے دیکھا کہ راہ داری کے تاریک دروازے میں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوئی چیز تیزی سے باہر نکل کر فضا میں بلند ہوئی اور پھر گھاس پر گر پڑی ہے۔ ناگ لپک کر اس طرف گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ گھاس پر گر پڑی چیز اُلّو کا ایک چھوٹا سا پنجہ پڑا ہے۔ ناگ تعجب کرنے لگا کہ یہ پنجہ اپنے آپ کیسے اندر سے اچھل کر باہر آگیا۔ ضرور اس پر کسی نے طلسم کیا ہوگا۔ اوڈو نے ناگ سے کہا

سر! یہ پنجہ ہمیں سمندر کے کنارے ایک بالٹی کی ٹوکری سے ملا تھا اور کاؤنٹ اسے خوش قسمتی کی علامت سمجھ کر اٹھا لایا تھا۔ یہ اس کے کمرے میں دیوار پر لگا تھا۔

ناگ نے کہا

اگر یہ خوش قسمتی کی علامت ہوتا تو کاؤنٹ کا انجام اتنا بھیانک نہ ہوتا۔ یہ محض توہمات ہوتے ہیں دنیا میں سوائے انسان کے نیک عمل کے اور کوئی بھی شے خوش قسمتی کی علامت نہیں ہوتی۔ انسان کا نیک عمل ہی اس کو خوش قسمتی عطا کرتا ہے۔

اوڈو بولا۔

حضور! یہ الو کا پنجہ اپنے آپ کمرے سے اڑ کر باہر آیا ہے۔ ضرور اس پر کسی نے جادو کیا

ہوا ہے۔ آپ اسے آگ میں پھینک دیں۔

ناگ نے کہا

پنجہ خود آگ سے باہر آیا ہے۔ میں اسے آگ میں پھینک کر اس پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ میں اسے اپنے پاس رکھوں گا۔ مجھ پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

اوڈو نے سر جھکا کر کہا

حضور آپ بہت عظیم دیوتا ہیں۔ آپ پر بھلا جادو کیا اثر کرے گا۔

ناگ نے فوراً کہا

اوڈو جادو برحق ہے مگر یاد رکھو کہ جادو کا اثر ہمیشہ کمزور انسانوں پر ہوتا ہے۔ جس کا کردار مضبوط ہو اور اپنے خدا پر ایمان پختہ ہو اس پر جادو کا اثر کبھی نہیں ہوتا۔ میرا کردار مضبوط ہے اور مجھے اپنے خدا پر یقین ہے۔ اس لئے اس پنجے کا جادو مجھ پر اثر نہیں کر سکتا۔

اور ناگ نے ماریا کے پنجے کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔ ماریا کو ناگ کی بڑی تیز خوشبو آنے لگی تھی۔ آگ کے شعلوں کو قریب آتا دیکھ کر ماریا کے پنجے میں ایک ایسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اپنے آپ اچھل کر آگ سے باہر آ گیا تھا۔ اب ماریا کو ناگ کی بے حد تیز خوشبو آئی تو وہ سمجھ گئی کہ وہ ناگ کے بہت قریب آ گئی ہے۔ محل آگ کے شعلوں میں بدل چکا تھا۔ ناگ نے اوتو سے کہا

اوتو! میں اب جنگل کی راہ لیتا ہوں۔ وہاں میرے دوسرے دوست میرا انتظار کر رہے ہیں۔ خدا حافظ۔

ناگ وہاں سے چل دیا۔

محل سے دور پہنچ کر اس نے عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اڑتا واپس تھیوسانگ اور عنبر، کیٹی کے پاس پہنچ گیا۔ اس وقت رات کا اندھیرا چاروں طرف پھیل چکا تھا۔ عنبر کیٹی اور تھیوسانگ نے ناگ کو دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا۔ عنبر بولا۔

میں تو تم سے ناامید ہو چکا تھا۔

کیٹی نے پوچھا۔

ناگ بھیا! تم نے اتنی دیر کہاں لگا دی؟

ناگ نے کہا

ابھی سناتا ہوں ایک دلچسپ کہانی۔

پھر ناگ نے شروع سے لے کر آخر تک کاؤنٹ اور اس کے

پراسرار محل کی ساری داستان سنا ڈالی۔ اس کے بعد کہنے لگا۔

وہاں ایک عجیب واقعہ بھی ہوا۔

عنبر اور تھیوسانگ ناگ کی طرف تکنے لگے۔ کیٹی نے پوچھا

کیا ماریا کا کوئی سراغ مل گیا تھا؟

ناگ نے اداس ہو کر کہا

ماریا کا سراغ مل جاتا تو اور کیا چاہیئے تھا۔

عنبر نے کہا

تو پھر کیا عجیب واقعہ پیش آیا تمہیں؟

ناگ نے جیب سے الو کا بچہ نکال کر سامنے رکھ دیا اور بولا

جب محل کو آگ لگی تو اس کی راہ داری سے یہ الو کا بچہ اپنے آپ ہوا میں اڑتا ہوا آیا اور میرے بالکل قریب آکر گھاس پر گر پڑا

تھیوسانگ عنبر اور کیٹی نے غور سے باری باری اس بچے کو دیکھا جس میں ماریا قید تھی۔ ماریا کو اب ناگ کے علاوہ تھیوسانگ عنبر اور کیٹی کی بھی بڑی تیز خوشبوئیں آنے لگی تھیں۔ وہ دل میں بے حد خوش ہوئی کہ وہ اپنے بہن بھائیوں کے پاس پہنچ گئی ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر وہ بے بس تھی۔ نہ انہیں دیکھ سکتی تھی اور نہ آواز ہی دے سکتے تھے عنبر بولا۔

واقعی یہ تو کسی الو کا بچہ ہے

کیٹی نے کہا

اس پر ضرور کسی نے جادو کیا ہوا ہے۔ میں تو کہتی ہوں اسے پھینک دو۔ کہیں ہم پر بھی جادو کا اثر نہ ہو جائے۔

ناگ قہقہہ مار کر ہنسا

بھئی واہ! بھلا تم پر جادو کا اثر کیوں ہو گا تم اور تھیوسانگ تو خلائی مخلوق ہو۔

کیٹی منہ بنا کر بولی۔

اس سے پہلے کئی بار مجھ پر جادو کا اثر ہو چکا ہے۔ کم بخت اس زمین کے جادوگر بڑے تیز اور عیار ہیں۔

تھیوسانگ نے بھی کیٹی کی حمایت کی اور کہا کہ الو کے پنجے کو جنگل میں کسی کھڈ نالے میں پھینک دینا چاہیئے

مگر ناگ کہنے لگا۔

میرے بھائی! میری بہن کیٹی! مجھے ایسے لگتا ہے کہ کہ محل کی آگ میں سے نکل کر اس

پنجے نے میرے قدموں میں پناہ لی تھی۔ میں اسے اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتا۔ کیوں عنبر بھائی! تمہارا کیا خیال ہے۔

عنبر گردن کو ذرا سا جھٹک کر بولا۔

اگر رکھنا چاہتے ہو تو رکھ لو اپنے پاس کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

مگر تھیوسانگ اور کیٹی اس خیال کی زبردست مخالفت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ عنبر کو بھی انہوں نے قائل کر لیا کہ ہمیں الو کے طلسمی پنجے کو پھینک دینا چاہیئے۔ کہیں خواہ مخواہ کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔ چنانچہ عنبر نے ناگ سے کہا

میرا خیال ہے کیٹی اور تھیوسانگ ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم قسمت سے چاروں اکٹھے ہوئے ہیں۔ اب ہمیں ماریا کی تلاش ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس طلسمی پنجے کی وجہ سے ہم ایک بار پھر جدا ہو جائیں اور ماریا کی تلاش بیچ میں ہی رہ جائے۔ بہتر یہی ہے کہ الو کے پنجے کو پھینک دو۔ آخر ہمیں اس سے کیا لینا ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں خبر ہی نہیں تھی کہ جس ماریا کو وہ تلاش کر رہے ہیں وہ اسی پنجے میں قید ہے۔ ناگ کو ان سب کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑ گئے۔ اس نے الّو کے پنجے کو اٹھایا اور بولا۔

اگر تم سب کی یہی رائے ہے تو میں اسے پھینک آتا ہوں۔

ناگ ماریا کے پنجے کو لے کر جنگل میں ایک طرف چل دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک چھوٹی سی کھڈ آ گئی۔ ناگ نے پنجے کو اس کھڈ میں پھینک دیا۔ جب اس نے پنجے کو کھڈ میں پھینکا تو اسے یوں لگا جیسے اسے کسی عورت کی بے حد کمزور سی آواز سنائی دی ہو ناگ ایک لمحے کے لئے سوچنے لگا۔ پھر اسے اپنا وہم یا پنجے کے طلسم کا خیال کر کے واپس تھیوسانگ اور کیٹی اور عنبر کے پاس آگیا۔ رات ہو گئی تھی۔ انہوں نے رات وہیں بسر کرنے کا فیصلہ کیا اور گھاس پر ایک جگہ بیٹھ کر ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ جس ماریا کو وہ تلاش کرنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اسے ناگ خود اپنے ہاتھوں ایک پہاڑی کھڈ میں پھینک آیا تھا۔ سونا تو ان میں سے کسی

کو نہیں تھا۔ بس اسی طرح باتیں کرتے ہوئے رات گزر گئی۔ صبح ہوئی تو تھیوسانگ ناگ کیٹی اور عنبر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور عام مسافروں کی طرح سفر پر روانہ ہو گئے۔ ان کا ارادہ سمندر کے کنارے کسی بندرگاہ سے جہاز پر سوار ہو کر ملک روم کی طرف جانے کا تھا۔ تھیوسانگ کا خیال تھا کہ روم میں ماریا کا شاید کچھ پتہ چل جائے۔

کھڈ میں گرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی ماریا نے محسوس کیا کہ تھیوسانگ ناگ عنبر اور کیٹی کی وہ خوشبو جو پہلے بہت ہی قریب سے آ رہی تھی اب آہستہ آہستہ اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ ماریا دیکھ تو سکتی نہیں تھی اور سن بھی نہیں سکتی تھی۔ الّو کے پنجے میں بند ویسے ہی کھڈ میں پڑی دل میں افسوس کرتی رہی کہ شاید اس کے دوست اسے ایک بیکار شے سمجھ کر پھینک کر چلے گئے ہیں۔ رات گزر گئی۔ دن بھی گزر گیا۔ تھیوسانگ عنبر ناگ اور کیٹی کو ملک روم کی طرف جانے والا ایک جہاز مل گیا جس پر سوار ہو کر وہ سمندر میں سفر کرنے لگے۔

ماریا کا الّو کا پنجہ اسی طرح کھڈ کے اندر پڑا رہا۔ تیسری رات کو بادل گھر کر آ گئے اور بڑے زور سے گرجنے لگے پھر ساری رات بارش ہوتی رہی۔ ماریا کا پنجہ کھڈ میں پڑا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارش میں بھیگتا رہا۔ کاؤنٹ کے محل کی آگ دو روز تک جلتی رہی۔ سارا محل جل گیا۔ بارش ہوئی تو آگ بجھ گئی مگر محل کے درو دیوار کھنڈر بن چکے تھے۔ اسی طرح کئی روز گزر گئے۔ اتفاق سے ادھر ایک خانہ بدوش قافلے کا گزر ہوا۔ اس قافلے نے جنگل میں آکر قیام کیا کیونکہ رات ہو گئی تھی۔ یہ مصری خانہ بدوش تھے اور افریقہ کے جنگلوں شہروں قصبوں میں سفر کرتے تماشے دکھا کر روزی کماتے ملک روم کی طرف جا رہے تھے۔ جنگل میں رات ہوئی تو وہیں پڑاؤ ڈال لیا۔ اس قافلے میں کچھ عورتیں اور بچے بھی تھے۔ بوڑھے اور جوان مرد بھی تھے ان کے پاس خچریں تھیں جن پر اپنے خیمے لادے وہ سفر کر رہے تھے۔ رات کو جنگل میں انہوں نے آگ جلا کر الاؤ روشن کیا اور عورتیں کھانا وغیرہ لگانے لگیں اور مرد خیمے لگا کر ان کے سامنے بیٹھ کر سفر کی باتیں کرنے لگے۔

رات گزر گئی۔ سورج کی روشنی نے جنگل میں صبح کا اُجالا پھیلا دیا تو خیمے کے ایک غریب بازی گر کی بیٹی نتالی نہانے کے لئے کھڈ میں بہتے نالے میں اتر گئی یہی وہ کھڈ تھی جہاں مارپا الو کے بچے میں قید وہاں پڑی تھی۔ لڑکی نتالی کی عمر سولہ سترہ سال تھی اس کے

بال لمبے اور سنہری تھے۔ کانوں میں سبز بُندے تھے او آنکھیں سیاہ تھیں۔ وہ نالے میں اتر کر نہانے لگی۔ پہاڑی چشمے سے بہنے والا پانی ٹھنڈا اور صاف تھا۔ خانہ بدوش لڑکی نتالی دیر تک بڑے مزے سے نہاتی رہی۔ جب اس جی بھر گیا تو نالے سے نکل کر اس نے کپڑے پہنے اور نالے کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھ کر نالے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے بالوں میں کنگھی کرنے لگی۔ کنگھی کر کے اس نے بالوں کا جوڑا بنا کر پیچھے باندھا اور اٹھ کر اپنے خیموں کی طرف چلنے لگی تو اچانک اس کی نگاہ گھاس پر ایک جگہ پڑے الو کے بچے پر پڑ گئی۔

وہ خانہ بدوشوں کی بیٹی تھی اور خانہ بدوشوں میں الو کے بچے کو خوش بختی کی علامت سمجھا جاتا تھا اور نتالی الو کے بچے کو پہچانتی تھی۔ اس نے الو کے بچے کو اٹھا لیا اور اپنے خیمے میں آکر اپنی ماں کو دکھایا۔

ماں خوش ہو کر بولی

بیٹی نتالی اسے اپنے گلے میں پہن لے

تیرا بیاہ کسی راجہ کے بیٹے سے ہوگا۔

اور دوسری عورتیں کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔ نتالی نے تنگ کر کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم کیوں ہنستی ہو؟ کیا میری شادی کسی راجہ
کے بیٹے سے نہیں ہو سکتی؟

نتالی کی ماں نے اسے پیار کیا اور بولی

ارے یہ تو تمہیں مذاق سے چھیڑ رہی تھیں
بھلا تیرا بیاہ کسی شہزادے سے کیوں نہیں ہو سکتا۔
چل اب جاکر روٹی کھالے۔ مکھن میں نے نکال دیا ہے

ان خانہ بدوشوں میں ایک بوڑھی عورت ایسی بھی تھی جو ہاتھ
دیکھ کر لوگوں کو قسمت کا حال بتایا کرتی تھی۔ جب اسے
پتہ چلا کہ نتالی کو جنگل میں سے الو کا بچہ ملا ہے۔ تو
اس نے نتالی کی ماں سے کہا

ارے سنا ہے تیری بیٹی نتالی کو الو کا بچہ
ملا ہے؟

نتالی کی ماں بولی

وہ جنگل میں نہا رہی تھی کہ ایک جگہ
پڑا ہوا مل گیا خالہ۔ الو کا بچہ ملنا خوش بختی
ہوتی ہے نا؟

خانہ بدوش عورت بولی۔

کبھی کبھی الو کا بچہ مصیبت بھی لے
آتا ہے کہتے ہیں قلوپطرہ ملکہ نے اس لئے اپنے

آپ کو سانپ سے ڈسوا لیا تھا کہ اس کے گلے
میں بھی الو کا بچہ ہوا کرتا تھا۔

نتالی کی ماں بڑی وہمی عورت تھی اس نے کہا

جب تو میں ابھی نتالی کے گلے سے یہ منحوس
بچہ اتروائے دیتی ہوں۔

اس نے نتالی کو آواز دے کر بلایا اور کہا

اری یہ بچہ بڑا منحوس ہے اسے اتار کر
پھینک دے خالہ کہتی ہے۔ قلوپطرہ نے بھی یہی
بچہ پہنا تھا۔

نتالی بولی۔

اماں میں نہیں اتاروں گی اسے۔ یہ مجھے
اچھا لگتا ہے۔ دیکھو اس کی وجہ سے میری کھانسی
بند ہو گئی ہے۔

نتالی کی ماں نے محسوس کیا کہ واقعی نتالی کو رات سے
جو کھانسی آ رہی تھی اب رک گئی ہے۔ حالانکہ اس میں
الو کے بچے کی کوئی کرامت نہیں تھی۔ یہ ویسے ہی نتالی
کا گلہ گرم قہوہ پینے اور غرارے کرنے سے ٹھیک ہو گیا
تھا مگر خانہ بدوش لوگ بڑے وہمی ہوتے ہیں۔ بات بات
میں سے شگون نکالتے ہیں۔ نتالی کی ماں بھی سخت وہمی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی ۔ اس نے خانہ بدوش خالہ کی طرف دیکھ کر کہا

خالہ ! نتالی کے لئے یہ پنجہ بڑا مبارک ہے ۔ اس کی کھانسی رُک گئی ہے ۔

خانہ بدوش خالہ نے کہا

اری نتالی ! ذرا یہ پنجہ مجھے بھی تو دکھا ، دیکھوں تو کیسا ہے ۔

نتالی نے قریب آکر خانہ بدوش خالہ کو اپنے گلے میں پڑا ہوا پنجہ دکھایا تو وہ ایک چپ سی ہو کر رہ گئی ۔ اگرچہ وہ کوئی جادوگرنی نہیں تھی مگر اس خانہ بدوش بوڑھی خالہ کو قیافہ شناسی کا علم آتا تھا ۔ لوگوں کے ہاتھ کی لکیریں دیکھتے دیکھتے ایک عمر گزر گئی تھی ۔ اسے الّو کے اس پنجے میں ایک ایسی شے نظر آئی جو اس سے پہلے اس نے کسی پنجے میں نہیں دیکھی تھی ۔ بڑی تجربہ کار اور عیار عورت تھی سمجھ گئی کہ یہ بڑا نایاب پنجہ ہے اور وہ روم جاکر کسی امیرزادی کے ہاتھ اسے سونے کے سکوں کے عوض فروخت کر سکے گی ۔ چنانچہ اس نے نتالی سے کہا

اری نتالی ! تیرا کہنا بالکل درست ہے یہ پنجہ تیرے لئے مبارک ہے ۔ لیکن اگر میں اس پر

عمل پڑھ کر پھونک دوں تو اس کا اثر دوگنا ہو جائے گا اور پھر تیرا بیاہ ضرور کسی شہزادے سے ہوگا ۔

نتالی بڑی خوش ہوئی ۔ خانہ بدوش خالہ سے کہنے لگی ۔

خالہ ابھی اس پر عمل پڑھ دے ۔ میں تجھے حلوہ پکا کر کھلاؤں گی ۔

عیار خالہ بولی ۔

کھڑے کھڑے عمل تھوڑے پڑھا جاتا ہے بھلا تو اسے اتار کر مجھے دے دے ۔ آدھی رات کو میں اس پر عمل پڑھوں گی ۔ صبح تم لے لینا ۔

نتالی کی ماں نے کہا

ہاں نتالی دے دے پنجہ خالہ کو ۔ اری پھر تیرا بیاہ شہزادے سے ہوگا ۔

اور نتالی کی ماں کھل کھلا کر ہنس پڑی ۔ نتالی نے اسی وقت پنجہ اتار کر خانہ بدوش خالہ کو دے دیا ۔ خالہ اسے اپنے خیمے میں لے گئی ۔ آدھی رات کو اس نے عمل کیا پڑھنا تھا ۔ اس کے پاس اسی قسم کا ایک دوسرا الّو کا پنجہ پڑا ہوا تھا ۔ اس نے ماریا والا الّو کا پنجہ اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا پنجہ صبح نتالی کو دے دیا اور کہا ۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں نے اس پر عمل پڑھ دیا ہے۔ اب تیری شادی کسی شہزادے سے ہی ہوگی۔

نتالی بڑی خوش ہوئی اور اس نے نقلی پنجہ اپنے گلے میں پہن لیا۔

دوسرے روز یہ خانہ بدوشوں کا قافلہ سمندر کی طرف روانہ ہوگیا۔ شام کو وہ ساحلِ سمندر کی ایک بندرگاہ پر جا پہنچا۔ وہاں سے وہ ایک بادبانی جہاز پر سوار ہو کر ملک روم کی طرف روانہ ہوگئے اس سے پہلے تھیوسانگ، ناگ کیٹی اور عنبر کا جہاز روم پہنچ چکا تھا۔ روم میں ان دنوں یوراکس بادشاہ کی حکومت تھی۔ جس نے اپنے ظلم وستم میں شہنشاہ نیرو کو بھی مات کر دیا تھا۔ وہ کھڑے کھڑے انسان کی کھال کھنچوا دیتا۔ آدمیوں کو دہکتے کوئلوں پر بھون کر خوش ہوتا۔ انہیں بھوکے مگرمچھوں اور زہریلے سانپوں کے آگے ڈال دیتا اور پھر ان کی المناک موت سے لطف حاصل کرتا۔ سارا دربار اور رعایا اس کے ظلم سے ڈرتی تھی۔ اس بادشاہ یوراکس کو پارلیمنٹ کے اراکین اور فوج کے جرنیلوں کی حمایت حاصل تھی جن کو بادشاہ نے ادلے بدلے کے طور پر لوٹ کھسوٹ اور من مانی کرنے کی کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔

تھیوسانگ، عنبر ناگ اور کیٹی حسبِ عادت روم شہر کی ایک پرانی سرائے میں جا کر ٹھہر گئے۔ ان کے پاس خرچ کے لئے پیسے ختم ہوگئے تھے۔ صرف اتنی ہی رقم تھی کہ جس کے بدلے میں انہیں کارواں سرائے میں ایک ہفتہ ٹھہرنے کے لئے دو کوٹھڑیاں مل گئیں۔ ایک کوٹھڑی میں کیٹی رات کو آرام کرتی اور دوسری کوٹھڑی میں عنبر ناگ اور تھیوسانگ تھوڑی دیر آرام کر لیتے۔ روم شہر اس زمانے کا بہت بڑا اور عالیشان محلات والا شہر تھا شہر کے باہر ان غلاموں کے جھونپڑے بھی تھے جو جاگیرداروں کی زمینوں پر صبح سے شام تک کام کرتے اور بدحالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ حبشی اور ہندی غلام جاگیرداروں اور رومن نوابوں کے زرخرید غلام تھے اور انہیں سوائے روکھی سوکھی روٹی کے اور کچھ نہیں ملتا تھا۔ جاگیرداروں کے پہرے دار کھیتوں میں ان کی نگرانی کرتے تھے اگر کوئی غلام فرار ہونے کی کوشش کرتا تو جاگیرداروں کے سپاہی انہیں دوسرے غلاموں کے سامنے درخت پر الٹا لٹکا کر ہلاک کر ڈالتے تھے۔

تھیوسانگ نے روم میں آتے ہی سانس بھرتے ہوئے کہا مجھے یہاں سے بھی ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا کی خوشبو کیٹی، ناگ اور عنبر کو بھی نہیں آ رہی تھی۔ پھر بھی عنبر نے کہا۔

ہمیں ماریا کی تلاش کا کام نہیں چھوڑنا چاہیئے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اس پر کسی طلسم کا اثر ہو گیا ہو جس کی وجہ سے اس کے جسم سے خوشبو نہ آ رہی ہو۔

کیٹی نے کہا

ہمارے پاس اب خرچ کرنے کے لئے کوئی سکہ نہیں ہے اور روم میں ہم رقم کے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ سب سے پہلے تو کارواں سرائے کا مالک ہمیں سرائے سے نکال دے گا۔

عنبر نے ناگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

اس کا علاج تو ناگ کے پاس ہی ہے یہ ہمارے خزانے کی کنجی ہے۔

تھیوسانگ نے ناگ سے کہا

ناگ بھائی! کیا خیال ہے تمہارا۔ یہاں روم میں تو بہت سے خزانے دفن ہوں گے اپنے کسی سانپ سے کہو کہ وہ ہمیں خزانے میں سے دو چار قیمتی موتی نکال کر لا دے کہ جن کو فروخت

کر کے ہم یہاں کچھ روز رہ سکیں۔

ناگ بولا۔

یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں آج ہی کسی سانپ سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔

ناگ دوپہر کے بعد اکیلا ہی روم شہر کا دریا عبور کر کے دوسری طرف اونچی نیچی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں چلا گیا۔ اس نے ایک جگہ کچھ پرانے کھنڈر دیکھے تو وہاں کے کسی سانپ کو آواز دی۔ ناگ کی دوسری آواز پر پتھروں کے نیچے سے ایک بھورے رنگ کا سانپ باہر نکل آیا۔ اس نے ناگ دیوتا کو سر جھکا کر سلام کیا اور کہا

عظیم ناگ دیوتا کا یہاں آنا ہمارے لئے برکت کا باعث ہے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

ناگ نے اسے اپنا مقصد بیان کیا تو بھورا سانپ بولا۔

عظیم ناگ دیوتا! اس کھنڈر کے نیچے سکندر اعظم سے بھی پہلے کا ایک انتہائی قیمتی خزانہ دفن ہے یہ خزانہ سکندر اعظم کے دادا نے جب اس محل کو بنوایا تھا تو یہاں دفن کر دیا تھا۔ رومیوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس شہر کو فتح کر کے محل کو تباہ و برباد کر دیا مگر رومی یہ خزانہ نہ نکال سکے۔ میں آپ کو ابھی اس انمول خزانے سے موتی لا کر دیتا ہوں۔

ناگ نے کبھی لالچ نہیں کیا تھا۔ اسے لالچ کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس کو جتنی ضرورت ہوتی تھی صرف اتنی ہی دولت خزانے سے حاصل کرتا اور پھر اس خزانے کو بھول جاتا تھا۔ اس بار بھی ناگ نے سانپ کو خزانے سے دو قیمتی موتی لانے کے لئے کہا تھا۔ سانپ تھوڑی دیر میں دو سیاہ موتی لے کر آ گیا اس نے ناگ کے قدموں میں ڈال دیئے اور بولا۔

عظیم ناگ دیوتا! یہ سیاہ موتی دنیا میں آج کل کہیں بھی نہیں ہیں یہ سکندر اعظم کے دادا کے خزانے میں ہوتے تھے اور اب بھی ہیں۔ میں یہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

ناگ نے سیاہ موتیوں کو دیکھا۔ وہ آلوچے کے برابر تھے اور ان کا رنگ سیاہ اور بے حد چمکیلا تھا۔ یہ سیاہ موتی واقعی دنیا میں بہت نایاب ہیں۔ ناگ کو ان سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو انہیں بیچ کر اتنی رقم حاصل کرنا چاہتا تھا کہ روم میں کچھ دن وہ کر ماریا کا کھوج لگا سکے۔ اس

نے مجھورے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور موتی جیب میں ڈال کر کارواں سرائے میں آ کر تھیوسانگ کیٹی اور عنبر کو دکھائے۔ عنبر نے کہا

یہ تو بڑے نایاب موتی لگتے ہیں ناگ!

تھیوسانگ بولا:

سفید موتی تو عام مل جاتے ہیں مگر سیاہ موتی بہت کم پائے جاتے ہیں۔

کیٹی کہنے لگی۔

ان باتوں کو چھوڑو اسے بازار میں جا کر فروخت کرنے کی کوشش کرو۔

عنبر بولا۔

موتی بڑے قیمتی ہیں۔ ہو سکتا ہے ہم پر دکاندار شک کرے۔

ناگ نے کہا

میرا خیال ہے کہ یہ کام کیٹی کو کرنا چاہیئے۔

کیٹی بولی۔

میرا انتخاب کس لئے کیا جا رہا ہے؟

ناگ نے کہا۔

اس لئے کہ تم نوجوان لڑکی ہو۔ تم کہہ سکتی ہو کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک جاگیردار کی کنیز ہوں اور اس کی بیوی نے یہ موتی فروخت کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ لڑکی پر یہ لوگ کم ہی شک کریں گے۔

عنبر نے کہا۔

ناگ ٹھیک کہتا ہے کہ ہم میں سے کوئی گیا تو ہو سکتا ہے دکاندار یہ سمجھے کہ ہم نے کہیں ڈاکہ مار کر یہ موتی حاصل کیئے ہیں۔

کیٹی نے سر کو جھٹکا اور بولی۔

لاؤ بھیا موتی۔ اب یہ کام تو مجھے کرنا ہی پڑے گا۔

اس وقت شام ہونے والی تھی اور روم شہر کے گلی کوچوں، مکانوں، محلوں اور بازاروں میں لیمپ روشن ہونا شروع ہو گئے تھے۔ کیٹی نے کہا

تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں ان موتیوں کو فروخت کر کے ابھی واپس آتی ہوں۔

ناگ نے ساتھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو کیٹی نے تنک کر کہا۔

کیوں؟ کیا میں اپنی حفاظت آپ نہیں کر سکتی تمہارے ساتھ جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں یہ کام

اکیلی بھی کر سکتی ہوں۔

یہ کیٹی کی بھول تھی۔ کیونکہ کیٹی کے پاس سوائے اس کے اور کوئی طاقت نہیں تھی کہ وہ مر نہیں سکتی تھی۔ جبکہ عنبر بڑے سے بڑے ستون کو گرا سکتا تھا۔ ناگ شکل بدل سکتا تھا اور تھیوسانگ انگلی سے چھو کر جس شے کو چاہے چھوٹا کر سکتا تھا۔ مگر کیٹی دنیا میں آکر کچھ ضدی ہو گئی تھی۔ ویسے ناگ تھیوسانگ اور عنبر نے بھی سوچا کہ موتی فروخت کرنے میں کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ دکاندار کم رقم معاوضے میں دے گا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ چنانچہ سب نے کیٹی کو اکیلی ہی بازار جانے کی اجازت دے دی مگر عنبر نے جاتے جاتے کہہ دیا کہ کیٹی اگر تم چاہو تو ناگ عقاب کی شکل میں......

کیٹی نے غصے سے زمین پر پاؤں مارا اور بولی

میں ایک بہادر لڑکی ہوں۔ مجھے تم میں سے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ میں ابھی موتی فروخت کر کے واپس آتی ہوں۔

کیٹی گھوڑے پر بیٹھ کر روم شہر کے اس بازار میں آگئی۔ جہاں سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کا کام ہوتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ اگرچہ ابھی دن کی ہلکی ہلکی گلابی روشنی باقی تھی مگر دکانداروں نے دکانوں میں مشعلیں اور لیمپ روشن کئے ہوئے تھے جن سے دکانوں میں سونے چاندی کے زیورات اور ہیرے جواہرات کے ہار جگمگا رہے تھے کیٹی ایک خوبصورت دکان میں داخل ہو گئی۔ دکاندار نے آگے بڑھ کر کیٹی کا استقبال کیا اور بولا۔

ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں میڈم؟

کیٹی نے آہستہ سے کہا

میں موتی فروخت کرنا چاہتی ہوں۔

کاندار کیٹی کو۔ اپنے کاونٹر کے پاس لے آیا اور کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا

کیا میں موتی دیکھ سکتا ہوں۔

کیٹی نے دونوں سیاہ موتی دکاندار کے آگے شیشے کے شوکیس پر رکھے تو وہ چونک پڑا اس نے آج تک اتنے خوبصورت قیمتی اور انمول سیاہ موتی کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ان کے بارے میں اپنے استادوں سے ضرور سن رکھا تھا کہ سیاہ موتی دنیا کے عظیم ترین موتی ہیں اور یہ سوائے بادشاہوں کے اور کسی کے پاس نہیں ہوتے۔ دکاندار نے فوراً اپنے تجسس پر قابو

پالیا اور بولا۔

میڈم یہ سیاہ موتی آپ کو کہاں سے ملے؟

یہ سن کر قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک رومن سپاہی کے کان کھڑے ہو گئے جو سادہ کپڑوں میں شاہی محل کی سیکورٹی گارڈ کی جانب سے وہاں ڈیوٹی دے رہا تھا کہ اگر کوئی شاہی محل کی قیمتی شے وہاں فروخت ہونے کو آئے تو اسے نگاہ میں رکھے اور چور کو پکڑا دے انہیں شاہی جاسوس کہا جاتا تھا۔ شاہی جاسوس نے غور سے کیٹی کو دیکھا۔ کیٹی اپنے سیاہ چست لباس سے کسی طور پر بھی شاہی خاندان کی عورت نہیں لگ رہی تھی۔ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں دکاندار کو اشارہ کیا کہ اس لڑکی کو باتوں میں لگائے رکھے اور خود ادھر ادھر سے ہو کر کاؤنٹر پر دکاندار کے پاس آ گیا۔

کاندار نے جاسوس کو موتی دکھائے اور کہا

کیوں جناب آپ کا ان موتیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟

شاہی جاسوس نے سیاہ موتیوں کو دیکھا تو اس کا شک درست نکلا۔ یہ موتی سکندر اعظم کے دادا کے خزانے کے موتی تھے جس کے بارے میں رومن بادشاہوں کو۔ آج

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک پتہ نہیں چل سکا تھا کہ وہ کہاں دفن ہیں۔ مگر شاہی جاسوس نے اوپر اوپر سے کہا

یہ تو معمولی موتی ہیں۔ ایسے کئی موتی تو میرے پاس گھر پر پڑے ہیں۔

کاندار بولا۔

جناب یہی میں میڈم سے کہہ رہا تھا کہ یہ اگرچہ اتنے عام نہیں ہیں مگر ان کی قیمت زیادہ نہیں پڑتی کیونکہ شاہی بیگمات سیاہ موتی پسند نہیں کرتی ہیں۔

کیٹی نے کہا

تم مجھے جو کچھ ان موتیوں کے عوض دے سکتے ہو دے دو۔

شاہی جاسوس نے ایک بار پھر دکاندار کو آنکھ سے اشارہ کیا اور دکان سے باہر نکل گیا۔ باہر نکلتے ہی وہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوا اور گھوڑے کو شاہی محل کی طرف سرپٹ دوڑانے لگا۔ آج اس کی قسمت کھل گئی تھی بادشاہ یوراکس کو سکندر اعظم کے دادا کے خزانے کے سیاہ موتیوں کا پتہ بتا کر وہ بہت بڑا انعام حاصل کر سکتا تھا۔ بادشاہ کو اس خفیہ خزانے کی ایک مدت

سے تلاش تھی

ادھر دکاندار نے کیٹی کو باتوں میں لگائے رکھا اور اس سے مول تول کرتا رہا۔ کبھی کہتا کہ یہ موتی اصلی بھی نہیں ہیں۔ کبھی کہتا میں زیادہ رقم نہیں دے سکتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں موتیوں کو آتشی شیشے سے جانچوں گا اور وہ شیشے لے کر بیٹھ گیا۔ اس کا مقصد تھا وقت ضائع کرنا تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ سیاہ موتی کسی بہت بڑے خزانے کے موتی ہیں اور بادشاہ کی طرف سے ہر جوہری کو حکم ملا ہوا تھا کہ اگر وہ ایسے موتی دیکھیں تو فوراً شاہی جاسوس کو خبر کریں اور اس جوہری نے یہ کام کر دیا تھا۔

اتنے میں باہر رومن سپاہیوں کا ایک دستہ گھوڑوں پر سوار وہاں پہنچ گیا۔ کیٹی نے پہلے کوئی خیال نہ کیا۔ مگر جب رومن سپاہی دندناتے ہوئے اندر آ گئے اور انہوں نے کیٹی کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا تو وہ حیران ہو کر بولی۔

میں نے کیا قصور کیا ہے؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کمانڈر نے گرج کر کہا

لڑکی! اس کا جواب تمہیں بادشاہ کے سامنے پہنچ کر ملے گا۔

اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ لڑکی کو لے چلو۔ فوراً ہی کیٹی کو زنجیریں ڈال دی گئیں۔ کیٹی نے ایک دوبار پوری طاقت سے زنجیریں توڑنے کی کوشش بھی کی مگر وہ اس میں ناکام رہی۔ زنجیریں فولاد کی تھیں اور زمین پر رہتے رہتے کیٹی کی یہ طاقت کس حد تک کمزور ہوگئی ہوئی تھی۔ اب کیٹی پچھتانے لگی کہ اس نے ناگ یا عنبر کو اپنے ساتھ کیوں نہ لے لیا رومن سپاہیوں نے کیٹی کو گھوڑے پر ڈالا اور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے اسے شہنشاہ یوراکس کے شاہی محل میں لے آئے۔ انہوں نے اسے ایک تنگ و تاریک تہہ خانے میں پھینک دیا جس کا دروازہ بھاری پتھر کو کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ کیٹی تو پریشان ہوگئی کہ اب کیا ہوگا۔ اگرچہ وہ مر نہیں سکتی تھی لیکن اگر اسے آگ میں ڈال دیا گیا تو وہ مر بھی سکتی تھی۔ کیٹی بے چینی سے اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگی اور ناگ عنبر اور تھیوسانگ کو یاد کرنے لگی وہ سخت پچھتا رہی تھی۔

دوسری طرف جب کیٹی کو واپس آنے میں دیر ہوگئی تو ناگ عنبر اور تھیوسانگ تینوں ہی اس کی تلاش میں صرافہ بازار کی طرف چل پڑے۔ بازار میں آکر انہوں نے کئی دکانداروں سے پوچھا کہ انہوں نے ایک لڑکی کو تو نہیں دیکھا جو سیاہ موتی فروخت کرنے آئی تھی۔ مگر ان دکانداروں کا آپس میں بے حد اتفاق تھا اور وہ بادشاہ کی ظالم طبیعت سے بخوبی واقف تھے۔ کسی نے انہیں کیٹی کے بارے میں کچھ نہ بتایا۔ سب نے یہی کہا کہ انہوں نے کسی لڑکی کو سیاہ موتی لاتے نہیں دیکھا۔

تھیوسانگ عنبر اور ناگ فکر مند ہوئے کہ کیٹی اگر اس بازار میں نہیں آئی تو پھر کہاں چلی گئی تھی۔ کیونکہ روم شہر میں یہی ایک بازار تھا جہاں ہیرے موتی فروخت ہوتے تھے۔ ناگ نے کہا۔

میرا خیال ہے شاید وہ یہاں سے ہو کر واپس کارواں سرائے جا چکی ہے۔ ہمیں وہاں جا کر کیٹی کو دیکھنا چاہیئے۔

وہ واپس کارواں سرائے آئے تو دیکھا کہ کیٹی وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی نہیں پہنچی تھی۔ انہیں شہر بھر سے کیٹی کی خوشبو بھی بڑی ہلکی ہلکی سی آ رہی تھی۔ کیونکہ کیٹی کو زمین دوز تہہ خانے میں بند کر دیا گیا تھا۔ جہاں سے اس کی خوشبو بڑی مشکل سے باہر نکل رہی تھی۔

عنبر نے کہا

کیٹی اسی شہر میں ہے لیکن اس کی خوشبو سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی جگہ بند کر دی گئی ہے جہاں سے اس کی خوشبو باہر بہت کم نکل رہی ہے۔

تھیوسانگ بولا۔

آخر اسے کس نے زمین کے اندر بند کر دیا ہے؟

ناگ کہنے لگا

یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کسی نے اس کے پاس قیمتی موتی دیکھ کر اسے اغواء کر لیا ہو۔

تھیوسانگ بولا۔

پھر تو ہمیں فوراً اس کی تلاش میں نکلنا چاہیئے۔ کیونکہ اسے آگ سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ڈاکو اس سے موتی

لے کر اسے جلا ڈالیں تاکہ ثبوت باقی نہ رہے۔

عنبر نے کہا

اور یہ بھی ہو سکتا ہے اسے کسی دوسرے ملک میں لے جا کر لونڈی بنا کر بیچ ڈالیں۔

تھیوسانگ عنبر اور ناگ کاروں سرائے سے نکلے۔ اور تینوں تین سمت کو کیٹی کی کھوج میں روانہ ہو گئے۔

دوسری طرف اسی شام بادشاہ یوراکس کو خفیہ طور پر اطلاع پہنچا دی گئی کہ ایک ایسی لڑکی ہاتھ لگی ہے جس کے پاس سکندر اعظم کے آبائی خزانے کے سیاہ موتی ہیں۔ بادشاہ کی لالچی آنکھیں۔ چمک اٹھیں۔ اس نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ اس لڑکی کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا جائے۔ پھر بادشاہ نے رات کے وقت کیٹی کو اپنے خاص کمرے میں طلب کیا کیٹی بادشاہ کے سامنے پیش ہوئی تو دیکھا کہ بادشاہ کے چہرے پر ظلم اور بربریت کے آثار کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اس کا چہرہ کسی خونخوار ڈاکو کا چہرہ تھا۔ جو رحم کے نام سے بھی ناواقف تھا۔ بادشاہ نے کیٹی سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا کہ اگر وہ سکندر اعظم کے خزانے کی جگہ بتا دے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ مگر یہ ناگ، عنبر کیٹی تھیوسانگ اور ماریا کا شروع ہی سے اصول رہا تھا کہ جس خزانے سے وہ ناگ کے ذریعے تھوڑی بہت دولت حاصل کرتے تھے اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاتے تھے۔ ہاں اگر کوئی غریب محتاج یا بیوہ عورت ہوتی تو اس خزانے میں سے اس کی مدد ضرور کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ کیٹی نے بھی بادشاہ کے آگے یہی کہا کہ وہ موتی مجھے دریا کنارے پڑے ہوئے ملے تھے۔ میں سکندر اعظم کے آبائی خزانے کو بالکل نہیں جانتی۔ بادشاہ کو سخت غصہ آگیا۔ اس نے کمانڈر سے کہا

یہ لڑکی اس طرح نہیں مانے گی۔ اسے تہہ خانے میں لے جاؤ اور اس سے خزانے کا راز اگلواؤ اگر تم ناکام رہے تو میں تمہیں زندہ آگ میں بھون ڈالوں گا۔

کمانڈر نے سر جھکا کر کہا

شہنشاہ! میں اس لڑکی سے خزانے کا راز معلوم کر کے ہی آپ کی خدمت میں

حاضر ہوں گا۔

اور وہ کیٹی کو زنجیروں سمیت گھسیٹتا واپس تہہ خانے میں لے گیا۔ اب اس نے کیٹی کو فرش پر لیٹا کر زنجیروں سے ان لوہے کی بڑی بڑی میخوں کے ساتھ باندھ دیا جو فرش میں ٹھکی ہوئی تھیں۔ کیٹی بالکل بے بس ہوگئی تھی۔ کمانڈر نے کیٹی کی گردن میں رسی ڈال کر اسے مروڑنا شروع کر دیا۔ اس سے کیٹی کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔ کیونکہ گلا بند ہو جانے سے بھی اس کے خون کو باہر سے آکسیجن کی سپلائی برابر مل رہی تھی۔ اس کے خلائی جسم کی ساخت ہی ایسی تھی کہ اس کے جسم کی جلد میں سے آکسیجن اندر خون میں چلی جاتی تھی۔ جب کمانڈر نے دیکھا کہ اس لڑکی پر کوئی اثر نہیں ہو رہا اور وہ بول نہیں رہی تو اس نے سپاہی سے کہا۔

"جلتی ہوئی مشعل لاؤ"

اب کیٹی گھبرا گئی۔ کیوں کہ آگ اسے جلا سکتی تھی اور وہ آگ کی وجہ سے مر بھی سکتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی۔ سپاہی نے دیوار کے ساتھ لگی ہوئی جلتی مشعل اتاری اور کمانڈر کے ہاتھ میں دے دی۔ کمانڈر مشعل کے شعلے کو کیٹی کے منہ کے قریب لانے لگا۔

٭ کیٹی کا انجام کیا ہو؟
٭ تھیوسانگ، ناگ اور عنبر کو کیٹی دوبارہ مل سکی؟
٭ ماریا اُلّو کے پنجے میں قید ہو کر روم میں کہاں جا پہنچی؟

ان سوالوں کے جواب آپ اگلی قسط نمبر ۱۳۹ "بھٹکی روحوں کا شہر" میں ملاحظہ فرمائیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جڑی کی ممی ۴/۵۰
۱۰۲ ٹیبی خلائی شیطان ۴/۵۰
۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰
۱۰۴ خلائی گرو ۴/۵۰
۱۰۵ مُردوں کا سیارہ ۴/۵۰
۱۰۶ خونخوار انسانی کھوپڑی ۴/۵۰
۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۴/۵۰
۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۴/۵۰
۱۰۹ ٹیبی شیشے میں ۴/۵۰
۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰
۱۱۱ آدمی مورت آدھا سانپ ۴/۵۰
۱۱۲ آدمی خلائی مخلوق ۴/۵۰
۱۱۳ جبرا اور زندہ لاش ۴/۵۰
۱۱۴ ماریا طوفانی رات میں ۴/۵۰
۱۱۵ خوفناک تجربہ ۴/۵۰
۱۱۶ سانپ کا قیدی ۴/۵۰
۱۱۷ موت کی چھلانگ ۴/۵۰
۱۱۸ مُردے کی موت ۴/۵۰
۱۱۹ قبر کا ہاتھ ۴/۵۰
۱۲۰ جزیرے کا بھوت ۴/۵۰
۱۲۱ خوفناک مقابلہ ۴/۵۰
۱۲۲ ماریا کا بچہ ۳/۵۰
۱۲۳ ستارے کا بھوت ۴/۵۰
۱۲۴ انسانی تیندوا ۴/۵۰
۱۲۵ ٹیبی لاش رقاصہ ۴/۵۰
۱۲۶ خونی راز ۴/۵۰
۱۲۷ سرکٹا ناگ ۴/۵۰
۱۲۸ عنبر کی قبر ۴/۵۰
۱۲۹ چاہ بابل کے قیدی ۴/۵۰
۱۳۰ مصری مورتیاں ۴/۵۰
۱۳۱ ہکلی ناگن ۴/۵۰
۱۳۲ قبرستان کی ڈراؤنی رات ۴/۵۰
۱۳۳ منگلا دیوی کا ترشول ۴/۵۰
۱۳۴ ماریا کھوپڑی میں ۴/۵۰
۱۳۵ آسیبی پنجہ ۴/۵۰
۱۳۶ باپ کی خون ... ۴/۵۰
۱۳۷ تابوت والی لڑکیاں ۴/۵۰
۱۳۸ آدم خور شکاری ۴/۵۰
۱۳۹ بھٹکی روحوں کا سفر ۴/۵۰
۱۴۰ بچھو لڑکی ۴/۵۰
۱۴۱ ویران مینار ۴/۵۰
۱۴۲ ناگ کا قیمتی تعویذ ۴/۵۰
۱۴۳ مُردے کی راکھ ۴/۵۰
۱۴۴ آدھا زندہ آدھا مُردہ ۴/۵۰

عنبر ناگ ماریا کیٹی
اور خلا میں

اے حمید

مکتبہ اقرا

۵ شاہ عالم مارکیٹ ۔ لاہور ۔ ۸